



# E-Content

Instructional Media Centre  
Maulana Azad National Urdu University  
Gachibowli, Hyderabad - 32  
T.S. India

## Subject / Course - B.A.

Paper : Tareekh-e-Hind (1526-1947)

Module Name/Title : Mahatma Gandhi Aur Hindustan Ki Aazadi (Part-I)



### DEVELOPMENT TEAM

CONTENT	DDE SLM/ Mr. Salil Kader
PRESENTATION	Mr. Salil Kader
PRODUCER	Rafiq-ur-Rahman



Instructional Media Centre  
Maulana Azad National Urdu University  
Gachibowli, Hyderabad - 32  
T.S. India



## اکائی 25 . گاندھی جی کی آمد اور تحریک عدم تعاون

### ساخت

- 25.0 مقاصد
- 25.1 تمسید
- 25.2 گاندھی جی - جنوبی آفریقہ میں
- 25.3 ستیہ گرہ کا مفہوم
- 25.4 چہارن ستیہ گرہ
- 25.5 احمد آباد ہڑتال اور کھیرہ جدوجہد
- 25.6. رولٹ ایکٹ کے خلاف مظاہرہ
- 25.7 جلیان والا باغ المیہ
- 25.8 خلافت تحریک
- 25.9 عدم تعاون
- 25.10 آندھرا میں عدم تعاون
- 25.10.1 چیرالہ پیرالہ جدوجہد
- 25.10.2 پالہ ناڈو ستیہ گرہ
- 25.10.3 پیداہندی پاڈو میں ٹیکس نہیں مہم
- 25.11 پرنس آف ویلز کی آمد پر بائیکاٹ
- 25.12 یوپی میں کسان جدوجہد
- 25.13 موپلاہ بغاوت
- 25.14 چوڑی - چوڑا واقعہ اور تحریک عدم تعاون کا اختتام
- 24.15 خلاصہ
- 25.16 اپنی مطومات کی جانچ : نمونہ جوابات
- 25.17 نمونہ امتحانی سوالات
- 25.18 سفارش کردہ کتابیں

- اس اکائی کو مکمل کر لینے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ
- وہ حالات جن میں گاندھی جی لیڈر کی حیثیت سے ابھرے اور جنوبی آفریقہ میں ان کی سرگرمیاں۔ چمپارن، احمد آباد اور کھیرہ کے بارے میں تفصیل سے بیان کر سکیں۔
  - رولٹ ایکٹ کے خلاف مظاہرہ کی روداد بیان کر سکیں
  - جلیان والا باغ کے قتل عام کے بارے میں لکھ سکیں
  - خلافت تحریک اور
  - تحریک عدم تعاون، اس کے مقاصد، واقعات اور اختتام بیان کر سکیں

## 25.1 تمہید

1919ء میں ہندوستانی سیاست کا اہم ترین واقعہ گاندھی جی کا ایک سیاسی لیڈر کی حیثیت سے ابھرنا ہے انھوں نے ہندوستان کی جنگ آزادی میں ایک رہنمائی کردار ادا کیا اور ہندوستانی سیاست میں نئے نئے طریقے شروع کئے اور نئے نئے تجربات پیش کئے۔ 1920ء سے 1922ء کے دوران چلائی جانے والی عدم تعاون تحریک کے قائد گاندھی جی ہی تھے۔

## 25.2 گاندھی جی۔۔۔ جنوبی آفریقہ میں

گاندھی جی گجرات میں سوراشٹر پور بندر کے مقام پر 2 اکتوبر 1869ء کو پیدا ہوئے۔ وہ 1888ء میں انگلینڈ گئے اور بیرسٹر بنے، لاہور، بن کر ہندوستان واپس ہوئے۔ مئی 1893ء میں وہ پور بندر کے مسلمانوں کی ایک فرم میں وکیل کی حیثیت سے شمالی جنوبی آفریقہ روانہ ہوئے وہاں مقیم ہندوستانیوں سے حقارت آمیز برتاؤ اور قانونی طور سے سیاسی اور سماجی امتیاز کی پالیسی سے گاندھی جی کو زبردست صدمہ ہوا۔ خود انھیں کئی موقعوں پر ذلیل کیا گیا۔ شمالی حکومت نے ہندوستانیوں کو شمالی اسمبلی کے ممبران کو منتخب کرنے کے حق سے محروم رکھا تھا۔ گاندھی جی پر اس ناانصافی کا گہرا اثر پڑا اور اس کے خلاف جدوجہد کرنے کے لیے انھوں نے ایک مستقل سیاسی تنظیم شمال انڈین کانگریس کے نام سے بنائی۔ حکومت نے ہندوستانیوں کے حق رائے دہی کی تسخیر کا بل پاس کیا۔ اس کے علاوہ معاہدے پر آئے ہوئے ہندوستانی مزدوروں پر سالانہ Capita Per Tax عاید کیا۔ ان قابل اعتراض اور مخالفانہ اقدامات کے باوجود گاندھی جی اس لیے برطانوی حکومت کے وفادار رہے کہ انھیں برطانوی حکام کی نیک نیتی پر بھروسہ تھا۔

بہت جلد جنوبی آفریقہ کی حکومت نے ایک ایسا قانون پاس کیا جس کے تحت ٹرانسوال میں رہنے والے دس ہزار ہندوستانی لوگوں کو خطرناک سزایافتہ مجرموں کی طرح اپنے فنگر پرنٹ رجسٹر کروانے کا حکم دیا گیا۔ گاندھی جی نے اسے سراسر ناانصافی قرار دیا۔ اور وہاں کے سفید فارم باشندوں کے خلاف شدید جدوجہد کا اعلان کیا۔ اسی جدوجہد کے دوران جو حکومتی قانون کے خلاف شروع کی گئی۔ گاندھی جی نے پہلی بار اپنا نیا سیاسی ہتھیار آزما یا جسے دنیا ستیہ گرہ کے نام سے جانتی ہے۔ انھوں نے ہندوستانیوں سے اس کالے قانون کی خلاف ورزی کرنے کی اپیل کی۔ ہندوستانیوں کو اپنے فنگر پرنٹس رجسٹر کروانے سے انکار کرنے اور ضرورت پڑنے پر جیل جانے یا مرنے سے بھی نہ ڈرنے کا مشورہ دیا۔ گاندھی جی نے ستیہ گرہ منظم کی تو انھیں اور ان کے (150) ساتھیوں کو جیل بھجوا یا گیا۔ 1907ء میں ایک قانون کے ذریعہ ٹرانسوال (Transval) میں ہندوستانیوں کے داخلے پر پابندی عائد کی گئی۔ گاندھی جی نے اس کے خلاف بھی اسی طرح ستیہ گرہ کی اور اس قانون کی خلاف ورزی کرنے کے لیے ہندوستانیوں کے ایک گروہ کو سرحد پار کرنے کی ہدایت دی۔

پھر سے گاندھی جی کو گرفتار کر لیا گیا۔ سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ سنایا کہ وہ تمام شادیاں جو عیسائی رسوم کے مطابق انجام نہیں پائیں اور جنھیں رجسٹر نہیں کیا گیا ہے غیر قانونی ہوں گی۔ گاندھی جی نے حکومت سے درخواست کی کہ ہندوستانی شادیوں کو جائز قرار دینے کے لئے خاص طور سے قانون سازی کی جائے۔ گاندھی جی نے عورتوں کی ستیہ گرہ کی قیادت کی وہ اور ان کی بیوی کستور باگرتاڑ کینے گئے۔

ہندوستانیوں سے اظہار ہمدردی کے لیے نیو کاسل NewCastle میں تقریباً 6000 کارکنوں نے ہڑتال کر دی۔ انھیں مکالوں سے نکال باہر کر دیا گیا اس کے باوجود وہ حکومت کے آگے جھکے نہیں۔ گاندھی جی نے ان کی قیادت کرتے ہوئے 2000 لوگوں کی ساتھ ستیہ گرہ کی۔ انھیں کوڑے لگائے گئے اور 9 مہینوں کے لیے جیل بھیج دیا گیا۔ ہڑتالیوں کو بھی بے دردی سے پینا گیا۔ ان بہادر لوگوں نے ظلم و ستم کا بے جگری سے مقابلہ کیا حکومت نے فائیرنگ کے احکام بھی دیئے۔ لیکن پوری ہندوستانی برادری سفید فاموں کے زور و ستم کے آگے جسد واحد کی طرح کھڑی ہو گئی۔

آخر کار برطانوی گورنر Smuts نے ہندو، مسلم اور پارسی شادیوں کو جائز قرار دیا۔ یہ معاہدہ بھی ہوا کہ 1920ء سے ہندوستان سے بندھوا مزدوروں کا داخلہ بند کر دیا جائے گا۔ البتہ پہلے سے موجود آزادانہ ہندوستانی مزدوروں کی بیویاں ان کے پاس آسکتی ہیں۔ اس طرح 1906ء میں شروع کی گئی گاندھی جی کی ستیہ گرہ کے نتیجے میں انڈین ریلیف ایکٹ (Indian Relief Act) 1914ء میں پاس کیا گیا۔ یہ ایک عظیم کامیابی تھی۔ اس وقت تک گاندھی جی آفریقہ میں ہندوستانیوں کے مسلہ لیڈر بن چکے تھے اور ان کی شہرت ہندوستان تک پہنچ چکی تھی۔

## 25.3 ستیہ گرہ کا مفہوم

گاندھی جی نے ہندوستان میں بھی ستیہ گرہ کے اصول اور طریقے اپنائے۔ ان کی قابل قدر قیادت میں ستیہ گرہ، ایک اہم سیاسی ہتھیار بن گیا۔ خود گاندھی جی نے اس طریقہ کار کو پرامن مزاحمت (Passive Resistance) کا نام دیا مگر ساتھ ہی انھوں نے پرامن مزاحمت اور ستیہ گرہ کے بنیادی فرق کو بھی واضح کیا۔ "Passive Resistance" جہاں

کمزوروں کا ہتھیار ہے اور مقصد کے حصول کے لیے طاقت کے استعمال سے نہیں روکتا۔ وہیں ستیہ گرہ کو طاقتور ترین لوگوں کا ہتھیار مانا گیا اور اس جدوجہد میں تشدد یا طاقت کے کسی بھی استعمال اور طریقے کی ممانعت کی گئی ہے۔ صابر آندہ جدوجہد میں محبت کے لیے کوئی جگہ نہیں جب کہ ستیہ گرہ خود محبت کا ایک قانون ہے عدم تشدد ستیہ گرہ کی بنیاد بنی۔ اس موقع پر اور ہر طریقے سے تشدد سے پرہیز کرنا ستیہ گرہ کا ایک اصول ہے۔ اس کا اصل نظریہ یہ ہے کہ دشمن کو نیست و نابود کرنے کی بجائے ہمدردی صبر اور برداشت سے اور خود تکلیف سہ کر اس کا دل اور اس کی ہمدردی جیتی جائے۔ ستیہ گرہی ہر طرح کی برائی سے نفرت کرتا ہے اور ان سے کسی صورت میں بھی سمجھوتہ نہیں کرتا۔ برائی کرنے والے تک وہ محبت کے راستے سے ہونچتا ہے وہ انسان کی بنیادی فطرت اور اچھائی پر اٹوٹ بھروسہ رکھتا ہے۔ یہ حیوانی قوت پر روحانی قوت کی فتح ہے۔ گاندھی جی نے کہا "میرا یقین ہے کہ عدم تشدد، تشدد پر بے انتہا فوقیت رکھتا ہے۔ معاف کرنا، سزا دینے سے کہیں زیادہ ہر ذرا فعل ہے۔"

گاندھی نے عدم تعاون اور سیول نافرمانی کو ستیہ گرہ کی دو شاخوں سے تشبیہ دی۔ ستیہ گرہ کا مقصد خود تکلیف اٹھا کر ظالم کی فطرت کو بدل دینا ہے۔

"عدم تشدد اپنی مکمل شکل میں شعور کی تکلیف کا نام ہے"

گاندھی جی نے بتایا کہ ستیہ گرہ کوئی مادی نہیں بلکہ اخلاقی ہتھیار ہے۔ اس میں اپنی مرضی سے تکلیف اٹھانی جاتی ہے اس طرح اس کے ذریعہ نفس پر قابو حاصل ہوتا ہے اور قوت آزادی بھی مضبوط ہوتی ہے۔ یہ ایک اعلا سطح کی سیاسی جنگ کو وجود میں لاتی ہے۔ یہ جن کے خلاف استعمال کی جاتی ہے ان کے ضمیر کو کھروہتی ہے ان کے دل میں احساس جرم پیدا کرتی ہے ان کے اعتماد کو متزلزل کر دیتی ہے اور انہیں ناکارہ بنا دیتی ہے۔ اس طرح سے مخالف کے جسمانی و دماغی طور سے مضبوط ہونے کے باوجود ستیہ گرہ کو اس پر فتح حاصل ہوتی ہے اس لحاظ سے یہ اس لیے بھی بہتر ہے کہ سیاسی اور فوجی اعتبار سے کمزور لوگ بھی اسی ایک ہتھیار کے سارے انصاف حاصل کر سکتے ہیں۔

جنوبی آفریقہ سے گاندھی جی 1915ء میں ہندوستان آئے۔ اس وقت عالمی جنگ زدوروں پر چل رہی تھی اور جرمن کو اہم فتوحات حاصل ہو رہی تھیں۔ گاندھی جی نے محسوس کیا کہ وہ بھی ہندوستانی سیاست میں کوئی اہم رول ادا کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ اسی لیے کچھ عرصہ وہ سیاست سے الگ تھلک رہے۔ گوگلے کے مشورے پر گاندھی جی نے ایک چھوٹے سے دیہات میں ایک ستیہ گرہ آشرم قائم کیا۔ کچھ عرصہ بعد آشرم کو احمد آباد میں ساہر متی منتقل کر دیا گیا۔ اس وقت برطانوی نوآبادیات کے لیے ہندوستانی مزدوروں کو اقرار نامے کے ذریعہ جبری بھرتی کینے جانے کا طریقہ تھا۔ گاندھی جی اسے ایک لعنت قرار دیتے تھے۔ چنانچہ اس کو ختم کرنے کے لیے گاندھی جی نے سارے ملک کا دورہ کیا تاکہ اس کے خلاف اجتماع کیا جائے انہوں نے تنقید کی کہ اس کے خلاف پورے ملک میں ستیہ گرہ کی جائے گی جس پر برطانوی حکومت نے اس نظام کو ختم کر دیا۔

چمپارن ستیہ گمرہ اس قدر پراثر ثابت ہوئی کہ اس کے بعد گاندھی جی کو قومی ہیرو کا درجہ حاصل ہو گیا۔ بہار کا صوبہ چمپارن ایک پچھڑا ہوا قصبہ تھا۔ یہاں کا زیادہ تر کاشتکار طبقہ نیل کے کھتوں میں کام کرتے گزارا کیا کرتا تھا جو کہ یورپی شجر کاروں (Planters) کے کنٹرول میں تھا۔ کاشتکاروں کو بے حد ہراساں کیا جاتا تھا۔ انہیں مجبور کیا جاتا تھا کہ وہ اپنے کھیت کے کم سے کم  $3/20$  حصہ میں نیل کی کاشت کریں اور اس کو شجر کار اپنی مقررہ کردہ قیمت پر خریدتے تھے اس طرح کی صورت حال قبل ازین بنگال میں بھی ہوتی تھی۔ لیکن 1859 تا 1861ء کے دوران ہوئی عظیم بغاوت کے ذریعہ جسے نیلی بغاوت "Blue Mutiny" بھی کہتے ہیں کاشتکاروں نے نیل کے مالکان زارعت سے اپنا حق جیت لیا تھا۔

چمپارن کے کسانوں نے جنوبی آفریقہ کی جدوجہد کے چرچے سنے تھے۔ اس لیے ان سے مدد کی درخواست کی گئی گاندھی جی 1917ء میں چمپارن پہنچے وہاں انہیں ہندوستانی عوام کی غربت کا شگ نظرہ دیکھنے کو ملا۔ ان کے ساتھ بابو راجندر پرساد، جے۔ بی۔ کرپلانی، مہادیو دیسانی اور مظہر الحق بھی تھے۔ یہ جماعت جب موتی باری پہنچی تو گاندھی جی کو فوراً جگہ چھوڑنے کی نوٹس دی گئی۔ انہوں نے احکام کی خلاف ورزی کی کورٹ میں مقدمہ چلا کر انہیں مجرم قرار دیا گیا۔ گاندھی جی نے صفائی پیش کی کہ حکم کی خلاف ورزی کرنے سے ان کا مقصد قانونی ارباب اقتدار کی بے عزتی کرنا نہیں ہے بل کہ اس اعلیٰ قانون یعنی اپنے وجود اور اپنے ضمیر کی آواز کی اطاعت ہے۔

ان کے یہ الفاظ اور خود ان کی شخصیت سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ ہندوستان کے سچاسی آسمان پر ایک نیا لیڈر ابھر رہا ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ گاندھی کے ساتھ احتجاج میں شریک ہوئے۔ حکومت کو گاندھی جی کے خلاف مقدمہ واپس لینا پڑا اور کاشتکاروں کی شکایات کا جائزہ لینے کے لیے ایک انکوائری کمیٹی بٹھائی پڑی The Champaran Agrarian Bill پاس کیا گیا۔ گاندھی جی کے نتیجے میں "ستیہ گمرہ" کی یہ ایک عظیم فتح تھی۔

## 25.5 احمد آباد ہڑتال اور کھیرہ جدوجہد

اس کے بعد گاندھی جی احمد آباد کے مل مزدوروں کی ہڑتال میں دل و جان سے جٹ گئے۔ انہوں نے مرن برت رکھا جس سے متاثر ہو کر آخر کار مل مالکوں کو مزدوروں کی مزدوری میں 35% اضافہ پر راضی ہونا پڑا۔ وہاں گاندھی جی ہجرات میں کھیرہ کے مقام پر گئے۔ وہاں کاشت کاروں کے اس مطالبہ کی حمایت کی کہ مالگزاروں کے تعین کو ملتوی رکھا جائے کیوں کہ پیداوار 25% سے بھی کم ہوتی ہے۔ حکومت نے یہ نہیں مانا دلجو بھائی پٹیل اور دوسرے لوگ بھی گاندھی جی کے ساتھ اس لڑائی میں شریک ہو گئے۔ آخر کار حکومت کو کسانوں کی مانگ پوری کرنی پڑی۔ اس طرح ستیہ گمرہ کا اختیار اپنا جادوئی کرشمہ دکھانے لگا۔

## 25.6 رولٹیٹ ایکٹ کے خلاف مظاہرہ

پہلی عالمی جنگ کے خاتمہ پر ہندوستانیوں کے احساسات اور متفقہ رائے کو نظر انداز کرتے ہوئے حکومت نے مارچ 1919ء میں رولٹیٹ ایکٹ پاس کر دیا۔ اس جابرانہ قانون کا لاگو کرنا گاندھی جی کے کیرئیر کا اہم موڑ ثابت ہوا۔ ان کے صبر کا پیمانہ جھلک پڑا۔ کیوں کہ برطانوی حکومت سے وابستہ ان کی تمام توقعات چورچور ہو گئیں۔ انھوں نے ستیہ گرہ کے ذریعہ اس اقدام کی مخالفت کی ٹھان لی۔

16 اپریل 1919ء کو گاندھی جی نے رولٹیٹ ایکٹ کے خلاف ملک گیر مظاہرے کی شروعات کی۔ انھوں نے عوام سے اس دن مکمل ہڑتال منانے کی اپیل کی، جس کا قابل تعریف اثر ہوا۔ اس دن پورے ملک میں ہڑتال کی گئی، مظاہرے ہوئے اور جلے منائے گئے۔ ان میں اضافہ ہونے لگا عوام میں سیاسی بے چینی بڑھنے لگی اور پہلی بار قومی تحریک نے عوامی چولا پہنا۔ عوامی غم و غصے کے اظہار کے لیے جلوس نکائے گئے، کئی جگہوں پر یہ دن خیر خوبی سے گزر گیا۔ دہلی میں حکام اور عوام کے درمیان تصادم کی نوبت آئی۔ مقامی لیڈروں نے گاندھی جی سے دہلی کے دورے کی خواہش کی۔ اسی طرح کی گزر پڑا۔ پنجاب میں بھی ہونی پنجاب اور دہلی میں گاندھی جی کے داخلے پر پابندی عائد کر دی گئی۔ دہلی کے قریب انھیں زبردستی ٹرین سے اتار کر واپس بھیجا دیا گیا۔ ان کی گرفتاری کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پورے ملک میں پھیل گئی۔ جس سے عوام میں اور بھی غم و غصہ پھیل گیا۔ حکومت کی سخت گیری میں بھی اضافہ ہو گیا۔ ہندو مسلم ایک دوسرے کے ساتھ احتجاج میں شریک تھے۔ مگر مہاتما گاندھی نے پرتشدد واقعات کے پیش نظر اچانک ہی ایچی ٹیشن کو معطل کر دیا۔

## 25.7 جلیان والا باغ المیہ

رولٹیٹ ایکٹ پر ایک سلسلہ وار رد عمل شروع ہوا۔ جس کا سب سے اہم واقعہ جلیان والا باغ المیہ تھا۔ جس نے سارے ملک کو دہلا دیا اور جس کی وجہ سے گاندھی جی نے تحریک عدم تعاون شروع کی

کانگریسی لیڈروں، ڈاکٹر ستیہ پال اور ڈاکٹر سیف الدین کیلوی کی گرفتاری کے خلاف بطور احتجاج امن پسند کانگریسیوں نے 13 اپریل 1919ء کو امرتسر میں جلیان والا باغ کے مقام پر ایک جلسہ طلب کیا۔ اس جگہ کو برطانوی فوج نے اپنے گھیرے میں لے لیا اور اندر کے لوگ ایک ایسے مقام پر گھیرے گئے۔ جس کا باہری راستہ صرف ایک ہی تھا۔ بنا کسی مناسب وارننگ کے اور بلا اشتعال جنرل ڈائیر (Gen. Dyer) نے فائرنگ کا حکم دے دیا۔ بھاری تعداد میں لوگ ہلاک ہوئے اور زخمی خون میں نہا گئے۔ جلیان والا باغ (امرتسر) میں نئے عوام کا قتل عام اور پنجاب میں مارشل لا کے قانون نے عوام کو غصے سے کھولا دیا۔ اس بیسیاہ قتل کے ذمہ داروں کو سزا دینے کے عوامی مطالبہ کے باوجود اس وحشیانہ حرکت کا ارتکاب کرنے والوں کو کھلی چھوٹ دے دی گئی۔

غیر معمولی دباؤ پڑنے پر حکومت نے جلیان والا باغ فائرنگ کے جواز کی چھان بین کے لیے ہنٹر کمیشن مقرر کیا۔ کمیشن نے جنرل ڈائر کو ہر الزام سے بری کر دیا اس کے اقدام کو صرف فیصلے کی ایک سنگین غلطی ٹھرایا گیا۔ جو کہ واقعہ کی مناسب ضرورت سے تجاوز کر گئی تھی۔

برسٹ سے اس وحشی پن کی شدت سے ہمت کی گئی۔ رائنڈر ناتھ ٹیگور نے بطور احتجاج اپنا اعزاز واپس کر دیا۔ کانگریس نے خود اپنی تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی جس میں موتی لال نہرو، فضل الحق، ایم۔ آر۔ جیا کر، سی۔ آر۔ داس، عباس طیب جی اور گاندھی شامل تھے۔ اس کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں وحشیانہ طریقہ کار اختیار کرنے پر جنرل ڈائر کی مذمت کی اور جلیان والا باغ میں کھیلی جانے والی خونخیزی کی تمام ترمیم داری اس پر عائد کی گئی۔ کمیٹی نے جلیان والا باغ المیہ کے وقوع پذیر ہونے کے بعد وہاں کے انتشار اور دہشت کے دور کی بھی مذمت کی۔ انہوں نے زخمیوں کے لیے اور شہیدوں کے خاندانوں کے لیے معاوضے کا مطالبہ کیا مگر حکومت نے ان مطالبات پر کوئی توجہ نہیں دی

دسمبر 1919ء تک گاندھی جی حکومت کے تعاون کا تھے۔ لیکن جلیان والا باغ قتل عام نے انہیں ستمبر 1920ء میں حکومت کے خلاف عدم تعاون تحریک کا لیڈر بنا دیا۔ اس کے بعد سے گاندھی جی کانگریس کے متفقہ لیڈر رہے اور اپنی شاندار شخصیت کے زیر اثر اس کی سرگرمیوں میں روح پھونک دی۔ گوگلے، گاندھی جی کے سیاسی مصلح تھے۔ جن کے سیاسی فلسفے نے گاندھی جی کی شخصیت پر گہرا اثر ڈالا تھا۔ 1915ء میں وہ ہندوستان لوٹے اور برطانوی فوج کی دل سے حمایت کی۔ ان کی خدمات کے صلے میں انہیں قیصر ہند کے میڈل سے بھی نوازا گیا۔ لیکن مائشور ڈاٹا اصلاحات اور رولٹ ایکٹ کے ذریعہ جس حقارت آمیز رویہ کا اظہار کیا گیا۔ اس سے برطانوی حکومت پر انہیں جو اعتماد تھا وہ باطل ہو گیا۔ پنجاب المیہ نے گاندھی جی کو ہندوستانی سیاستدانوں کی صف اول میں لاکر کھڑا کیا۔ انہیں اس بات کا احساس ہوا کہ کامیاب جدوجہد کے لیے عوام کو بیدار کرنا ضروری ہے وہ پہلے قومی لیڈر تھے جنہوں نے دیش کی آزادی کی تحریک میں عوام کے کردار اور عمل کو غیر معمولی اہمیت دی۔ ان کی سادگی اور خلوص نے لوگوں کو بے حد متاثر کیا۔ انہوں نے کاشت کاروں اور مزدوروں میں حب الوطنی کے جذبات بیدار کیے اور آزادی کی جنگ میں انہیں ساتھ دینے کے لیے تیار کیا۔ انہوں نے اپنے کو غریب دیہاتیوں میں سے ایک ظاہر کیا اور انہیں کی طرح زندگی گزارنے لگے اور سچ پوچھو تو وہ نیشنلسٹ ہندوستان کی ایک علامت بن گئے۔ یکم اگست 1920ء کو نیشنلسٹ ہندوستان کے عظیم معمار لوک مانیہ تلک کی وفات ہوئی۔ ساری قوم اس خبر سے لول ہو گئی تلک کی وفات سے قیادت کا جو خلا پیدا ہوا اسے گاندھی جی نے پر کیا اور آنے والی تین دہائیوں میں وہ ہندوستان کے سیاسی افق پر چھائے رہے۔ گاندھی جی کی رہنمائی میں کانگریس محض اعلاطیتے اور اشکل پوئیل لوگوں کی جماعت نہیں رہی بل کہ صحیح معنوں میں ایک قومی تنظیم بن گئی۔

## 25.8 خلافت تحریک

پہلی عالمی جنگ کے خاتمے پر پان اسلامک (Pan Islamic) تحریک نے زور پکڑا۔ پوری مسلم برادری نے اس کی شکست سے پریشان تھی۔ چون کہ ساری مسلم دنیا سلطان ترکی کو اپنا خلیفہ مانتی تھی۔ ساری دنیا میں سلطان کو احترام کی



نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ ہندوستانی مسلمانوں نے ترکی کے ساتھ برطانوی رویہ کو ایک عظیم دھوکا قرار دیا اور ان میں بغاوت کا ایک طوفان اٹھا۔ محمد علی، شوکت علی، مولانا ابوالکلام آزاد اور چند دوسرے لوگوں کی قیادت میں خلافت تحریک چلائی گئی۔ اس کا مقصد سلطان ترکی کے مرتبے اور وقار کو بحال کرنا تھا۔ اسی خلافت تحریک سے وابستگی کے دوران گاندھی جی نے ہندوستانی سیاست میں کلیدی رول ادا کیا۔ نومبر 1919ء میں دہلی میں آل انڈیا خلافت کانفرنس گاندھی جی کی صدارت میں منعقد ہوئی۔

گاندھی جی نے اس موقع کو ہندو مسلم اتحاد کی مضبوطی کے لیے زرین قرار دیا۔ تاکہ امپریلزم (سامراجیت) کے خلاف متحدہ جدوجہد کی جائے۔ انھوں نے تحریک کے لیے کانگریس کی مکمل حمایت کا اعلان کیا۔ ہڑتالیں اور احتجاجی جلسے مشترکہ طور پر منعقد کیئے گئے۔ ہندو مسلم اتحاد کے بے مثال نظارے دیکھنے کو ملے۔

گاندھی جی نے ہندوستانی مسلمانوں سے کیئے گئے وعدوں اور تیقنات کو توڑنے پر حکومت پر شدید اعتراض کیا۔ انھوں نے ہندوؤں سے خلافت احتجاج میں شریک ہو کر مسلمانوں کی ان کے اس برے وقت میں مدد کرنے کی اپیل کی۔ ہندو مسلم مسئلے سے گاندھی جی جس طرح پیٹے اس سے جنگ آزادی کے واقعات پر گہرا اثر مرتب ہوا۔

یہ یاد دہانی بجا نہ ہوگی کہ گاندھی جی نے ہندو مسلم اتحاد کو اولین ترجیح دی۔ یوں تو وہ ایک کٹر ہندو تھے لیکن گاندھی جی کے مذہبی اور تمدنی نظریات کا تیناتی رنگ لے ہوئے تھے، محدود نہیں تھے وہ لکھتے ہیں "ہندوستانی کلچر مکمل طور سے نہ تو ہندو ہے نہ اسلامی نہ اسے کوئی اور نام دیا جاسکتا ہے یہ ان سب کا امتزاج ہے" وہ چاہتے تھے کہ ہندوستانی اپنی تمدنی روایات کا احترام کریں اور ساتھ ہی ساتھ دوسری تہذیبوں کی بہترین خصوصیات کو بھی اپنائیں۔

خلافت تحریک کے سبب برطانوی اقتدار کی مخالفت کے لیے ہندو اور مسلمان متحد ہو گئے۔ گاندھی جی نے مسلمانوں کو توجہ دلائی کہ عدم تعاون تحریک کے ذریعہ ہی وہ ان کے ساتھ کی گئی نا انصافی کا دوا حاصل کر پائیں گے۔ یعنی ترکی کے ساتھ اتحادیوں کے ذریعہ عائد کی گئی شرائط صلح میں تبدیلی پر مرکزی خلافت کمیٹی نے اس تجویز کو قبول کر لیا۔ کانگریس کا خصوصی اجلاس ستمبر 1920ء میں کلکتہ میں منعقد ہوا۔ جس کی صدارت لالہ لاجپت رائے کو سونپی گئی، اس وقت تک تلک وفات پا چکے تھے۔ اس طرح تناؤ، غم اور رنج کے اس ماحول میں کانگریس نے انتہائی متنازعہ اور اہم تحریک عدم تعاون پر اپنا فیصلہ سنایا۔ گاندھی جی نے قرار داد پیش کی۔ ایک بڑا گروپ اس کا حامی تھا آخر میں طویل مباحث کے بعد اسے کانگریس کے کھلے اجلاس میں دو تہائی اکثریت سے منظور کر لیا گیا۔ اس طرح ایک نئے طرز کی جدوجہد شروع ہو گئی۔

دسمبر 1920ء کے ناگپور سیشن میں یہ اعلان کیا گیا کہ کانگریس کی منزل برطانوی حکومت کے تحت ہی "سورج" حاصل کرنا ہے اگر ممکن ہو تو مکمل آزادی بھی۔ اس وقت تک کانگریس اپنے مقاصد کو صرف دستوری طریقے سے حاصل کرنے کو صحیح طریقہ مانتی تھی۔ لیکن اب اپنا مقصد حاصل کرنے کے لیے ناگپور کے اجلاس نے تمام پر امن اور قانونی وسائل حاصل کرنے کا اعلان کیا۔ کانگریسوں نے ریفرنڈم کونسل کے الیکشن سے اپنے امیدوار کی دست برداری کی بھی پیش کش کی۔ ریفرنڈم کونسل کے الیکشن سے امیدوار کو دست بردار کروانے کانگریس عملی طور سے اصلاحی اسکیم کو مسترد کر رہی تھی۔

## اپنی معلومات کی جانچ کیجیے

1۔ چمپارن، احمد آباد اور کھیرہ میں گاندھی جی نے کن لوگوں کی حمایت کی؟

---



---



---



---

2۔ 13 اپریل 1919ء کا دن کیا اہمیت رکھتا ہے؟

---



---



---



---

3۔ گاندھی جی نے خلافت تحریک کی حمایت کیوں کی؟

---



---



---



---

## 25.9 عدم تعاون عمل میں

مہاتما گاندھی کی شروع کی ہوئی تحریک عدم تعاون دوری تھی۔ ایک مثبت رخ اور دوسرا منفی رخ۔ سودیشی کو فروغ دینا خاص طور سے چرے سے بنی گئی کھادی پہننا، چھوت چھات کو مٹانا، ہندو مسلم اتحاد، نشہ دار اشیا کی مخالفت اور سوراج فنڈ کی وصولی تحریک کے مثبت پروگرام میں شامل تھے۔ منفی پہلو عام طور پر سہ رخ بایکٹ کھلایا ہے۔ کیمسٹری، عدالتوں اور تعلیمی اداروں کا بایکٹ پرامن مزاحمت (Passive Resistance) اور سیول نافرمانی کے نظریات واضح طور پر پروگرام میں شامل نہیں تھے۔ بگرام کی اجازت تھی۔ بایکٹ پروگراموں میں ان خطابات اور اعزازات کی واپسی بھی شامل تھی، جو برطانوی حکومت نے دیے۔ سودیشی پروگرام کے فروغ کے ایک حصے کے طور پر غیر ملکی اشیا کا بایکٹ بھی کیا جاتا تھا۔

عدم تعاون تحریک کی قرارداد کی منظوری کے فوراً بعد گاندھی جی نے دستِ پیمانے پر ملک کا دورہ کیا اور عوام کو تحریک سے واقف کروایا اور تحریک کے مثبت پہلو پر خاص دھیان دیا۔ آل انڈیا کانگریس کمیٹی نے مارچ 1921ء میں وجہ تازہ میں اپنی میٹنگ رکھی۔ جس کی وجہ سے آندھرا میں قومی تحریک میں زبردست تیزی آگئی۔ دور دراز کے دیہاتوں سے لاکھوں لوگ گاندھی جی کو دیکھنے کے لیے جمع ہو گئے اور ان کی تعریف میں گیت گائے۔ کمیٹی نے سوانح فنڈ کے نام سے عطیے وصول کیے۔ جس کا رد عمل بہت افزا رہا۔ عورتوں نے بھی اس فنڈ میں اپنے گئے خوشی خوشی دان دے دیئے۔ شراب کی دوکانوں کی پلٹنگ کا فیصلہ کیا گیا۔ اس کا بھی نہایت شاندار اثر ہوا اور حکومتی آمدنی میں قابل قدر گراوٹ آئی۔

آل انڈیا کانگریس نے اپنے بمبئی اجلاس میں ایک قرارداد منظور کی کہ "غیر ملکی کپڑے کو یا تو تباہ کر دیا جائے یا یہ صرف ہندوستان سے باہر استعمال کیا جائے"۔ بمبئی شہر میں اس اپیل کا زوردار اثر ہوا اور غیر ملکی کپڑا جلانے کے شاندار مظاہرے دیکھنے میں آئے اور دوسرے شہروں میں بھی اسی طرح غیر ملکی کپڑے جلانے جانے لگے۔

کونسل کا بائیکاٹ کرنے کی تحریک کامیاب نہیں ہوئی کانگریس نے چون کہ الیکشن میں حصہ نہیں لیا تھا۔ اس لیے تمام سٹیوں پر غیر کانگریسیوں کا قبضہ تھا۔ مگر بہر حال الیکشن کے بائیکاٹ کے ذریعہ کانگریس نے ساری دنیا پر یہ واضح کر دیا کہ محلیہ میونسپلیٹیوں کو نسل ہندوستانی عوام کی نمائندگی کا کوئی دعویٰ نہیں کر سکتی۔ موتی لال نہرو اور سی۔ آر۔ داس عظیم وکلاء میں شمار ہوتے تھے جن کی آمدنی بادشاہوں جیسی تھی انھوں نے قانونی پیسے کا بائیکاٹ کرتے ہوئے عظیم قربانی دی۔ ان کی تقلید ہزاروں وکیلوں نے کی۔ مگر اس کے باوجود برطانوی عدالتوں کی کارکردگی پر کوئی اثر نہیں ہوا۔

اسکول اور کالجوں کے بائیکاٹ کا جزوی اثر ہوا ہزاروں کی تعداد میں طلبانے تعلیمی اداروں کا بائیکاٹ کرتے ہوئے اپنی پڑھائی ترک کر دی۔ کئی نیشنل اسکول اور کالجس کھولے گئے جیسے کہ مسولی پنشنم کالج نیشنل کالج۔

## 25.10 آندھرا میں عدم تعاون

عدم تعاون تحریک کے دوران آندھرا میں تین اہم واقعات پیش آئے۔ جو قابل ذکر ہیں۔

### 25.10.1 چیرالہ پیرالہ جدوجہد

چیرالہ اور پیرالہ گنٹور ڈسٹرکٹ کے دو دیہات ہیں۔ وہاں کے باشندوں کی اکثریت جلاہوں کی تھی جن کی آمدنی بے حد محدود تھی۔

1919ء میں مدراس حکومت نے چیرالہ اور پیرالہ کو ایک علاحدہ میونسپلٹی میں بدل دیا۔ اس اقدام سے عوامی محصولات بڑھ کر 4,000 سے 30,000 ہو گئے۔ عوام نے میونسپلٹی کو منسوخ کرنے کے لیے حکومت سے نمائندگی کی۔ مگر جواب میں صرف انکار ملا۔ عوام نے میونسپلٹی کا بائیکاٹ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ ایڈن برگ یونیورسٹی کے تعلیم یافتہ ڈگی رالا گوپالا کریشنانے لکچر کے عہدے سے استعفی دے کر "آندھرا دیا پوٹھ گو شٹی" کے نام سے ایک تنظیم قائم کی۔ انھوں نے بائیکاٹ تحریک کی قیادت کی اور عوام کو ہدایت دی کہ وہ میونسپلٹی کے ٹیکس ادا نہ کریں، ان کی ٹیکس مہم

بے حد کامیاب رہی۔ حکومت نے جابرانہ رویہ کا مظاہرہ کیا۔ گاندھی جی جب AICC کے ایک اجلاس میں شرکت کے لیے آندھرا گئے تو ڈگلی رالانے ان سے ملاقات کی۔ گاندھی جی کے مشورے پر وہاں کے سبھی لوگوں نے اپنے مکانات خالی کر دیئے اور وہاں کے مضافات میں مقیم ہو گئے جو میونسپلٹی کے دائرہ میں نہیں آتے تھے۔ نئے مقام پر منتقلی سے لوگوں کو ناقابل بیان تکالیف برداشت کرنی پڑیں۔ انھیں اپنی تحریک برقرار رکھنے کے لیے مناسب فنڈز بھی حاصل نہیں تھے۔ آخر کار مایوس اور پست ہمت ہو کر عوام اپنے گھروں کو لوٹنے پر مجبور ہوئے۔

### 25.10.2 پالاناڈو ستیہ گرہ

گنٹور ڈسٹرکٹ میں پالاناڈو کے مقام پر رہنے والے لوگ غربت کا شکار تھے۔ ان میں سے اکثر لوگ جنگلات سے ہونے والی آمدنی پر گزارہ کرتے تھے۔ فاریسٹ آفیسر انھیں کئی طرح سے پریشان کیا کرتے تھے۔ پالاناڈو کے عوام کو جب تحریک عدم تعاون کے طریقہ کار سے آگاہی ہوئی تو انھوں نے بھی جنگلاتی قوانین کی خلاف ورزی کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ سب سے پہلے انھوں نے فاریسٹ آفیسروں کا بائیکاٹ کیا۔ دھویوں نے ان کے کپڑے دھونے سے انکار کر دیا اور اسی طرح کی کئی ضروری اقدامات سے ان کو محروم کر دیا گیا۔ حکومت کا اصرار تھا کہ فاریسٹ (جنگلاتی) قوانین لاگو کیئے جائیں۔ ستمبر 1921ء میں فاریسٹ افسروں نے ریڑو پولیس کی مدد سے ایک چھوٹے دیہات کے پاس چھاپہ مارا اور تقریباً 300 مویشی پکڑ کر لیے گئے۔ اس وقت وہ دیہات سے روانہ ہو رہے تھے تب 300 مردو خواتین سے جن کی قیادت بھی گنتی ہونٹو اور کئی دوسرے کر رہے تھے پولیس پارٹی پر حملہ کیا۔ جس پر پولیس نے فائرنگ کی۔ جس میں ہونٹو اور کئی دوسرے مارے گئے۔ حکومت کی جابرانہ پالیسی اور اچانک ہی عدم تعاون تحریک کو واپس لے لیے جانے کے سبب یہ فاریسٹ ستیہ گرہ ٹوٹ گئی اور پرانے حالات و قوانین بحال ہو گئے۔

### 25.10.3 پیدا تندی پاڈو میں ٹیکس نہیں مہم

جنوری 1922ء میں آندھرا کانگریس کمیٹی نے ٹیکس ادا نہ کرنے کی مہم کو سیول نافرمانی تحریک کے ایک حصے کے طور پر شروع کرنے کے لیے قرارداد پاس کی۔ اس کے ساتھ ہی دیہاتی افسروں کو اپنے مفاد کے حاصل کرنے کا ایک موقع ملا۔ کیوں کہ ان کی تنخواہیں بے حد تھوڑی تھیں اور انھیں کام بے حد زیادہ کرنا پڑتا تھا۔ پیدا تندی پاڈو کے دیہاتی افسروں نے نائب کرئم، صدر پچایتی اور دینیوں (Vettis) کے درخواست کیے جانے پر بطور احتجاج استعفی دے دیا۔ جس کی وجہ سے ٹیکس کی وصولی کا کام رک گیا۔ اس تحریک کی قیادت پروتانی دیرنا چودھری نے کی۔ دیہاتیوں نے ٹیکس ادا نہ کرتے ہوئے تحریک کی حمایت کی۔ عوام نے افسروں کا بھی بائیکاٹ کیا۔ حکومت نے ہر حربہ آزما لیا۔ پھر فوج کو تعینات کر دیا گیا۔ اس پر بھی عوام ٹیکس دینے پر راضی نہیں ہوئے۔ لارڈو لینگٹن کے تبصرے کے مطابق "ٹیکس نہیں" مہم نے ہندوستان میں برطانوی سلطنت کی بنیاد کو ہلا دیا۔ بد قسمتی سے اس تحریک کی حمایت کے سوال کو لے کر کانگریس منقسم ہو گئی اور تحریک رفتہ رفتہ دم توڑ گئی۔

پرنس آف ویلز کی آمد پر بائیکاٹ کرنا عدم تعاون تحریک کی قابل ذکر کامیابی تھی۔ اس دورہ کا مطلب ہندوستانی عوام نے یہ لیا کہ ہندوستانیوں کے روایتی جذبات کا استحصال کرتے ہوئے تحریک عدم تعاون کو بے اثر بنانے کی ایک کوشش ہے۔ AICC کی جولائی 1921ء میں ہونے والی میٹنگ نے پرنس آف ویلز کے دورہ کا بائیکاٹ کرنے کی اپیل جاری کی۔ جس دن پرنس آف ویلز کا جہاز ساحل پر پہنچا۔ پورے شہر میں ہڑتال منائی گئی۔ گاندھی جی نے بائیکاٹ کے جس حلے کو مخاطب کیا اس میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ شریک ہوئے اور ہیردنی کپڑوں کی بہت بڑی ہولی جلائی گئی۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ تشدد اور فساد کے واقعات بھی پیش آئے۔ جس سے گاندھی جی شدید مایوس ہوئے اور جس کے نتیجے میں انھوں نے سیول نافرمانی تحریک جسے کہ نومبر 1921ء میں بردولی سے شروع کرنے کا اعلان کیا گیا تھا، معطل کر دی۔

گلگتہ اور دوسرے مقامات پر البتہ ہڑتال اور پرنس آف ویلز کا بائیکاٹ دونوں ہی پرامن رہے۔ بمبئی کے تشدد کا فائدہ اٹھاتے ہوئے انگریزوں نے اس کے خلاف سخت گیر اقدامات کا مطالبہ کیا۔ جس پر کانگریس اور خلافت تنظیم دونوں ہی غیر قانونی قرار دیئے گئے۔ عوامی حلے اور جلوسوں پر پابندی عائد کر دی گئی۔ پرامن سمجھوتے کے لیے کچھ کوشش بھی کی گئی جو کہ ناکام رہی۔ کئی کانگریسیوں کو بامشقت قید کی سزا دی گئی۔ کئی طرح سے پولیس دہشت قائم کرنے کی کوشش کی گئی۔ جیسے کہ مرد و خواتین کی بلافاظ گرفتاری اور ان کا پینا جانا، گرفتار شدہ افراد کے ساتھ بد سلوکی اور نئے مقدموں کا چلائے جانا پولیس کی تحویل میں عرصے تک رکھنا، وغیرہ بعض اوقات یورپی سپاہی دیوانوں کی طرح ہاتھوں میں ریوالور تھامے گھومتے تھے۔ انگریزوں نے جس طرح سے جاہلانہ پالیسی نافذ کی، اس کی وجہ سے عوام بے صبری سے مزید کچھ کر بیٹھنے کو تیار ہو گئے۔ تحریک عوام کی رگ رگ میں سا گئی۔ اتر پردیش اور بنگال میں ہزاروں کسانوں نے عدم تعاون تحریک کی اپیل کا بھرپور جواب دیا۔ پنجاب میں سکھوں نے اکالی تحریک کے نام سے جدوجہد شروع کی۔

## 25.12 اتر پردیش میں کسان جدوجہد

1921ء کی ابتدا میں اتر پردیش کے فیض آباد اور رائے بریلی اضلاع میں کاشت کاروں کا جھگڑا اٹھ کھڑا ہوا۔ گزبرہ اس وقت شروع ہوئی جب کہ کسانوں نے زمینداروں کی جانب سے عائد کئے گئے چند ناجائز اور جاہلانہ محاصل ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ ایسے محاصل کی وصولی میں ہمیشہ پولیس اور مجسٹریٹوں کی مدد حاصل کی جاتی تھی۔ کئی دیہاتوں میں ایک بڑا فساد پھیل گیا۔ منشی گنج جی جیل کے سامنے دس ہزار سے زیادہ لوگ جمع ہو گئے۔ پولیس نے انھیں منتشر کرنے کے لیے فائرنگ کی۔ ایک اور فساد رچروان Rahrwan کے مقام پر ہوا۔ جس میں کئی پولیس کانسٹیبل بھی ہلاک ہوئے۔ ایسے اور کئی فسادات ہوئے جن سے حکومت نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ کسانوں کی یہ گزبرہ عدم تعاون تحریک ہی کا شاخصانہ ہے۔ اور ان لیڈروں نے امن و قانون کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کسانوں سے زمین داروں کی ادائیگی روکنے پر سوراخ کا وعدہ کیا ہے

عرب مہاجرین کی نسل مویلاہ کئی صدیوں سے ساحل مالابار پر مقیم تھی۔ لاکھوں کی تعداد میں یہ لوگ غریب اور دنیا سے بے خبر تھے۔ لیکن ہندوستان کے کسی بھی مسلم فرقے کی طرح ہندوں کے ساتھ مل جل کر زندگی گزار رہے تھے۔ برطانوی حکمرانی کے دوران انہوں نے کئی بار بغاوت کی لیکن سب سے اہم بغاوت 1921ء میں ہوئی۔ یہ بغاوت خلافت تحریک کے زیر اثر ہوئی۔ اس کے علاوہ مسلم کسان دوسرے فرقے کے کسانوں کی طرح زمینداروں کی جاہلانہ پالیسی سے تنگ تھے۔

خلافت لیڈروں کی اشتعال انگیز تقریروں اور خلافت کانفرنس کی قرار دادوں نے مویلاہ کو اکسا دیا۔ چناں چہ خفیہ طریقے سے تلوار، چاقو اور خنجر بنائے جانے لگے اور اسلامی حکومت قائم کرنے کی تیاریاں کی جانے لگیں۔ 20 اگست 1921ء کو کالی کٹ کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے فوج اور پولیس کی مدد سے تیرورنگڈی میں ان چند لیڈروں کو گرفتار کرنے کی کوشش کی جن کے قبضے میں اسلحہ تھے۔ ایک زبردست جنگی مقابلہ ہوا اور یہ فوری بغاوت کے لیے ایک سنگٹن ثابت ہوا۔ سڑکوں کی ناکہ بندی کر دی گئی۔ ٹیلی گراف کے تار کاٹ دیئے گئے اور ریلوے ٹریکس پٹریوں کو تباہ کر دیا گیا۔ پولیس اسٹیشنوں پر بھی حملے کیئے گئے۔ کئی یورپی باشندے ہلاک کیئے گئے۔ کچھ جان بچا کر فرار ہو گئے۔ مویلاہ نے اپنے پورے علاقے کو خلافت سلطنت کا نام دیا اور "سوراج" کا اعلان کیا۔ تحریک کے دوران ہندوں کو بھی ہلاک کیا گیا۔ ان کے مندر تباہ کیئے گئے اور چند کو زبردستی مذہب بدلنے پر مجبور کیا گیا۔

حکومت کو مختلف علاقوں سے طاقتور فوجیں ساحل مالابار کو بھجوانی پڑیں۔ باغی پہاڑیوں میں جا چھے۔ انہیں گرفتار کرنے میں طویل عرصہ لگا۔ 1921ء کے آخر تک صورتحال بہر حال قابو میں کر لی گئی اور بغاوت کو کچل دیا گیا۔ جھڑپوں میں مویلاہ کو 3000 کا جانی نقصان ہوا۔ فوجوں کو بھی بھاری جانی نقصان اٹھانا پڑا۔ مسلم لیڈروں نے مویلاہ مہلوکین کو شہید کا درجہ دیا۔

ڈسمبر 1921ء میں کانگریس کا اجلاس احمد آباد میں ہوا۔ اس وقت تک 40,000 کانگریس ورکر جیلوں میں جا چکے تھے۔ جس میں کانگریس کے منتخب صدر سی۔ آر۔ داس بھی شامل تھے۔ کانگریس نے عدم تعاون تحریک کو جاری رکھنے کی قرارداد منظور کی اور اپنے تمام ورکروں کو عوامی پیمانے پر سیول نافرمانی تحریک منظم کرنے کی ہدایت دی کیوں کہ اس وقت تک عوام تحریک عدم تعاون کے طریقوں میں کافی ماہر ہو چکے تھے۔ گاندھی جی نے وائیسیراے کو ایک خط کے ذریعہ سورت ڈسٹرکٹ میں بردوں کے مقام سے عوامی سیول نافرمانی تحریک کے آغاز کے تعلق سے کانگریس کے فیصلے سے آگاہ کیا۔ انہوں نے وائیسیراے سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنی پالیسی پر نظر ثانی کرے۔ ان تمام قیدیوں کو آزاد کرے جن کو عدم تشدد کی سرگرمیوں پر جیل بھیج دیا گیا ہے اور صحافت کو سرکاری مداخلت سے آزاد رکھے۔ گاندھی جی نے وائیسیراے کو الٹی میٹم دیا کہ اگر یہ مطالبات نہیں مانے گئے تو سات دن کے اندر عوامی پیمانے پر سیول نافرمانی تحریک شروع کرنے سے انہیں روکا نہیں جاسکے گا۔ حکومت ہندنے یہ چیلنج قبول کر لیا اور فوج اور پولیس کے بل بوتے پر تحریک کو روکنے کی تیاری شروع

کردی۔ گاندھی جی بذات خود مہم کا افتتاح کرنے کے لیے بردولی پہنچے۔ سارے ہندوستان کی نظریں اس بات پر لگی تھیں کہ اس عظیم لڑائی میں جیت کس کی ہوتی ہے۔ لیکن جنگ شروع کرنے سے پہلے ہی ہار دی گئی۔ کیوں کہ چوڑی چوڑا کے بد نختانہ واقعہ کے پیش نظر گاندھی نے تحریک کو ختم کرنے کا اعلان کیا۔

## 25.14 چوڑی چوڑا واقعہ اور تحریک عدم تعاون کا اختتام

چوڑی چوڑا پونے کے گورکھپور ڈسٹرکٹ کا ایک دیہات ہے۔ 5 فروری 1922ء کو 3000 کسانوں نے وہاں ایک جلوس نکالا۔ پولیس نے ان پر فائرنگ کی۔ جب ان کا اسلحہ ختم ہو گیا تو برہم کسانوں کے جھوم نے پولیس اسٹیشن پر حملہ کر دیا اور پولیس والوں کو تھانے میں بند کر کے اسے آگ لگا دی۔ 22 پولیس والے جل کر مر گئے۔ بریلی میں بھی ایک فساد ہوا۔ گاندھی جی کو ان واقعات سے بے حد صدمہ پہنچا۔ انھوں نے ساری تحریک پر نظر ثانی کی اور اس نتیجے پر پہنچے کہ قوم پرست ورکر نہ تو عدم تشدد کے فلسفے کو صحیح طرح سے سمجھ سکے ہیں نہ ہی اس پر عمل کرنے کی انھیں مناسب تربیت حاصل ہو سکی ہے۔ ایسی صورت میں گاندھی جی کے مطابق سیول نافرمانی تحریک ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتی تھی۔ اس لیے انھوں نے تحریک کو معطل کر دینے کا فیصلہ کیا کیوں کہ انھیں اچھی طرح سے یہ احساس تھا کہ کسی بھی پر تشدد تحریک کو برطانوی حکومت آسانی سے کچل سکتی ہے۔ کانگریس ورکنگ کمیٹی کو بردولی میں طلب کیا گیا۔

جس میں یہ قرارداد منظور کی گئی کہ قانون کو توڑنے والی تمام سرگرمیاں فی الفور روک دی جائیں۔ کانگریس کے ورکروں کو مشورہ دیا گیا کہ وہ اپنی توانائیاں مثبت پروگراموں میں صرف کریں۔ بردولی کی قرارداد نے سارے ملک کو بھونچکا کر دیا۔ کانگریس کے نوجوان لیڈروں نے گاندھی جی پر شدید تنقید کرنی شروع کی سہاش بوس لکھتے ہیں۔

”ایسے وقت جب عوام کا تجسس نقطہ عروج پر پہنچ چکا تھا۔ پیچھے ہٹ جانے کا حکم کی آواز ایک قومی سانحے سے کم نہیں تھی“

نہرو نے محسوس کیا کہ ایک واحد مقام پر ہونے والے گناہ کی سزا گاندھی جی نے پوری قوم کو دی ہے۔ حکومت نے گاندھی جی کے خلاف ان جذبات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے انھیں حکومت کے خلاف اشتعال پیدا کرنے کے الزام میں گرفتار کر لیا۔ ان پر ایک تاریخی مقدمہ چلانے کی بعد انھیں چھ سال قید کی سزا دی گئی۔

اس طرح عدم تعاون تحریک کا اختتام عمل میں آیا۔ بہت جلد ہی خلافت تحریک بے مقصد ہو گئی۔ جب کہ مصطفیٰ کمال نے سلطان ترکی (خلیفہ) کا تختہ الٹے ہوئے ترکی میں ایک سیکولر حکومت قائم کر دی۔ خلافت تحریک نے عدم تعاون کی مہم میں انتہائی اہم کردار ادا کیا اس کی وجہ سے مسلمان قومی تحریک سے وابستہ ہو گئے گوکہ آگے جا کر انھوں نے راستے بدل لیے۔ عدم تعاون اور سیول نافرمانی تحریکات کی ناکامی کے باوجود ان کی وجہ سے قومی تحریک کو کافی تقویت حاصل ہوئی۔

ہندوستانی عوام کو جدوجہد آزادی سے جوڑ دیا گیا۔ ان کی خود اعتمادی اور عزت نفس میں اضافہ ہوا جسے کوئی بھی پسپائی متاثر نہیں کر سکتی تھی وہ تحریک جو 1921ء میں شروع ہوئی کئی نشیب و فراز سے گزرنے کے بعد بھی ملک کی آزادی حاصل کرنے تک برقرار رہی۔



## اپنی معلومات کی جانچ کیجئے

4- تحریک عدم تعاون کے اہم پروگرام کیا تھے؟

---

---

---

---

---

---

---

---

5- چیرالہ پیرالہ تحریک کی قیادت کس نے کی؟

---

---

---

---

---

---

---

---

6- پیداواری پاڈوش - ٹیکس نہیں دہم کے لیڈر کون تھے؟

---

---

---

---

---

---

---

---

7- گاندھی نے عدم تعاون تحریک کیوں واپس لے لی؟

---

---

---

---

---

---

---

---

25.15 خلاصہ

- 1- 1919ء تک گاندھی جی ایک قومی لیڈر کی حیثیت سے اپنا مقام بنا چکے تھے جنوبی آفریقہ میں ان کی سرگرمیوں، چھاپارن، احمد آباد اور کھیرہ میں ان کی جدوجہد اور رولٹ ایکٹ کے خلاف ان کی احتجاجی مہم نے انہیں سارے ملک کے لیڈر ہونے کا عظیم درجہ عطا کیا تھا۔



2- جلیان والا باغ المیہ ہندوستانی تاریخ کا ایک اہم موڑ ثابت ہوا۔ چون کہ اس کی وجہ سے سارے ہندوستان میں مخالف برطانیہ احساسات زیادہ شدید ہو گئے۔

3- گاندھی جی نے ہندو مسلم اتحاد کو آگے بڑھانے کے مقصد سے خلافت تحریک کا ساتھ دیا۔

4- عدم تعاون تحریک ہندوستانی جدوجہد آزادی کی پہلی عوامی تحریک تھی۔ تعمیری سرگرمیاں بھی اس تحریک کا ایک حصہ تھیں۔ یہ تحریک 1922ء میں چوڑی چوڑا واقعہ کے سبب ختم کر دی گئی۔

## 25.16 اپنی معلومات کی جانچ : نمونہ جوابات

- 1- چمپان میں گاندھی جی نے نیل کے کاشت کاروں کے مفاد کے حمایت کی احمد آباد میں انھوں نے مل مزدوروں کے مزدوری میں اضافہ کے مطالبہ کا ساتھ دیا اور کھیرہ میں وہ مالگاری میں اضافہ کی مخالفت میں کسانوں کے ساتھ ہو گئے۔
- 2- جلیان والا باغ المیہ 13 اپریل 1919ء کو پیش آیا۔ اس کی وجہ سے مخالف برطانیہ جذبات میں تیزی اور مضبوطی آئی۔
- 3- گاندھی جی نے خلافت تحریک کی حمایت اس لیے کی کہ وہ اسے ہندو مسلم اتحاد کو مضبوط بنانے کا بہترین موقع تصور کرتے تھے۔

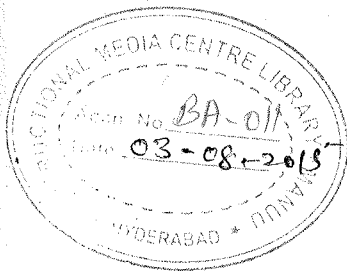
- 4- برطانوی مصنوعات کا بائیکاٹ، اسکولوں اور کالجوں کا بائیکاٹ، برطانوی عدالتوں اور ان کی کونسلوں کا بائیکاٹ، پرنس آف ویلز کی آمد کا بائیکاٹ، اہم بائیکاٹ پروگرام تھے جن پر عدم تعاون تحریک کے دوران عمل کیا گیا۔ تحریک کے تعمیری پروگرام بھی تھے۔ جیسے کہ قومی اسکولوں اور کالجوں کا قیام، کھدر بننا اور سودیشی جذبے کو فروغ دینا۔
- 5- چیرالہ پیرالہ جدوجہد کے لیڈر ڈگنی رالا گوبالا کرشنیا تھے۔

- 6- پیدا تندی پاڈو میں "ٹیکس نہیں" مہم پر داتا تینی، ہیریا چودھری کی قیادت میں چلائی گئی۔
- 7- گاندھی نے چوڑی چوڑا میں جوم کے نقد کے پیش نظر تحریک عدم تعاون کو واپس لے لیا۔

## 25.17 نمونہ امتحانی سوالات

I- ذیل کے ہر سوال کا جواب تیس (30) سطروں میں دیجیے۔

- 1- ان حالات کا جائزہ لیجے جن کی وجہ سے گاندھی ایک قومی لیڈر بن کر ابھرے؟
- 2- تحریک عدم تعاون کی خصوصیات اور اثرات بیان کیجیے؟
- 3- آندھرا میں عدم تعاون تحریک کے بارے میں بیان کیجیے؟



II۔ ذیل کے ہر سوال کا جواب پندرہ (15) سطروں میں دیکھیے۔

- 1۔ رولینٹ ستیہ گرہ کی اہمیت کیا ہے ؟
- 2۔ جلیان والا باغ المیہ کی اہمیت پر روشنی ڈالے ؟
- 3۔ خلافت تحریک کیوں اہم ہے ؟

25.18 سفارش کردہ کتابیں

1. Maulana A. Azad
2. Judith Brown
3. Louis Fisher
4. Jawaharlal Nehru
5. Majumdar R.C.
6. Kesavanarayana B.
7. Majumdar, R.C.
8. Sumit Sarkar
9. Tara Chand

*India Wins Freedom*

*The emergence of Mahatma Gandhi*

*Mahatma Gandhi*

*Discovery of India*

*History and culture of the Indian People, Bharatiya Vidya Bhavan series, Vol.X*

*Political and Social Movements of Andhra 1900- 1950*

*History of the Freedom Movement in India, Vol.II*

*Modern India*

*History of the Freedom Movement in India Vol.3*

مترجم : بادیہ خاتون

مصنف : اے۔وی۔ کوٹلی ریڈی

## اکائی 27 سیول نافرمانی تحریک

### ساخت

مقاصد	27.0
تمہید	27.1
لاہور کانگریس	27.2
سیول نافرمانی تحریک	27.3
نمک ستیہ گرہ	27.3.1
ظلم و استبداد کی پالیسی	27.3.2
پہلی گول میز کانفرنس	27.4
گاندھی۔ اردن پیکٹ	27.5
دوسری گول میز کانفرنس	27.6
تیسری گول میز کانفرنس	27.7
سیول نافرمانی تحریک کا آخری مرحلہ	27.8
سیول نافرمانی تحریک کا اختتام	27.9
خلاصہ	27.10
اپنی معلومات کی جانچ: نمونہ جوابات	27.11
نمونہ امتحانی سوالات	27.12
سفارش کردہ کتابیں	27.13

### مقاصد 27.0

- اس کائی کو مکمل کر لینے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:
- لاہور کانگریس 1929ء کی اہمیت کو اجاگر کر سکیں۔
  - نمک ستیہ گرہ کے بارے میں سمجھا سکیں۔
  - گاندھی۔ اردن پیکٹ کی وضاحت کر سکیں۔
  - گول میز کانفرنس اور
  - سیول نافرمانی تحریک کے آخری مرحلہ تک کے تمام واقعات بیان کر سکیں۔

1930ء میں نمک ستیہ گرہ کے ذریعہ شروع کی جانے والی سیول نافرمانی تحریک جدوجہد آزادی کا ایک اہم مرحلہ ہے۔ سیول نافرمانی کے آغاز کا فیصلہ 1929ء میں لاہور کانگریس میں کیا گیا۔ سیول نافرمانی تحریک سے لاکھوں ہندوستانی عوام کو جدوجہد آزادی کی تحریک ملی۔ مہاتما گاندھی کی قیادت میں سیول نافرمانی تحریک برصغیر کی عوامی تحریک بن گئی عوام غیر ملکی اقتدار کے خلاف جنگ میں شریک ہو گئے۔ گاندھی، اردن پیکٹ کے سبب تحریک کو روک دیا گیا۔

## 27.2 لاہور کانگریس

1929ء کا سال جدوجہد کی آزادی کی تاریخ میں ایک اور سنگ میل ہے۔ جولائی 1929ء میں کانگریس ورکنگ کمیٹی نے ایک قرارداد پاس کی جس میں کانگریسوں کو لیجسلیٹیو اسمبلی میں ان کی نشستوں سے استعفیٰ دینے کے لیے کہا گیا۔ اس معاملہ کو جب کانگریس کی جنرل باڈی سے رجوع کیا گیا تو مہاتما گاندھی نے کونسلوں کے بائیکاٹ کی حمایت کی۔ موتی لال نہرو اور جواہر لال نہرو نے بھی ان کی حمایت کی اس اقدام سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مہاتما گاندھی ایک بار پھر سرگرم سیاست میں حصہ لینے لگے تھے اور ان کے عدم تعاون کے عقیدے نے عوامی ذہنوں کو متاثر کیا اور اسے مقبولیت حاصل ہوئی۔

1929ء میں انگلینڈ میں لیبر پارٹی کو عام انتخابات میں کامیابی حاصل ہوئی اور رامے میکڈونلڈ وزیر اعظم بنا۔ اس نے ہندوستان کے وائسرائے لارڈ اردن کو ہندوستان کے دستوری ارتقا کے معاملے پر مشاورت کے لیے طلب کیا۔ ہندوستان واپس آکر اردن نے بین دیا کہ سائنس کمیٹی کی سفارشات کو حکومت نے منظور کر لیا ہے اور اصلاحات پر مباحث کے لیے جلد ہی جلد ایک کانفرنس بلائی جائے گی۔ اس نے مزید اعلان کیا کہ "ہنرمیں حکومت کی جانب سے مجھے یہ اختیار دیا گیا ہے کہ اس بات کی وضاحت کروں کہ ان کے فیصلے کے مطابق جیسا کہ 1917ء کے اعلامیہ میں واضح کیا گیا ہے۔ ہندوستان میں دستوری ارتقا کا فطری مسئلہ جیسا کہ زیر غور لایا گیا ہے ڈومینین درجہ کا حصول ہے۔"

اس بیان پر انگلستان میں کنزرویٹو (Conservative) اور لیبرل دونوں پارٹیوں کی جانب سے اور صحافت کی جانب سے بھی سخت تنقید ہوئی۔ اس احتجاج کا خاطر خواہ اثر ہوا۔

لیبر پارٹی کو پارلیمنٹ میں قطعی اکثریت حاصل نہیں ہو سکی۔ اس لیے جب گاندھی، نہرو اور دوسرے کانگریسی لیڈر اردن سے ملے اور اس بات کا یقین حاصل کرنا چاہا کہ ہندوستان کو ڈومینین درجہ دے دیا جائے گا۔ وائسرائے نے اپنی معذوری ظاہر کی۔ جس پر گاندھی نے اعلان کیا کہ اب ہماری جدوجہد کا مقصد آزاد ہندوستان ہو گا۔

اس پس منظر میں لاہور میں کانگریس کا اجلاس 29 دسمبر 1929ء کو ایک تنازع سے بھرپور ماحول میں ہوا۔ اس وقت تک کئی سیاسی لیڈروں کو گرفتار کیا جا چکا تھا۔ کانگریس نے جوہر لال نہرو کو صدر چنا۔ وہ نوجوان اور جوش و خروش سے بھرپور تھے۔ ان کی موجودگی سے اجلاس میں خاص دلکشی پیدا ہو گئی۔ کانگریس کے لاہور اجلاس نے ایک طویل قرارداد پاس کی۔ کانگریس نے جہاں قومی جدوجہد کے مسئلے کو سوراج کے حصول کی خاطر سلجھانے کی دانسراے کے مساعی کی ستائش کی وہیں اس کے یہ رائے بھی تھی کہ موجودہ حالات میں کچھ بھی حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ اس لیے پہلی گول میز کانفرنس میں شرکت بے فائدہ رہے گی۔ قرارداد میں یہ بھی کہا گیا کہ نہرو کمیٹی کی رپورٹ کو باطل سمجھا جائے اور "توقع کی جاتی ہے کہ تمام کانگریس آج کے بعد اپنی تمام توانائیاں ہندوستان کی مکمل آزادی حاصل کرنے کے لیے صرف کریں گے۔"

آزادی کی مہم کو منظم کرنے کے لیے پہلے قدم کے طور پر کانگریس نے مرکزی اور صوبائی لیجسلیچرز کے بائیکاٹ اپنی نشستوں سے استعفیٰ دینے اور مستقبل کے الکشن میں براہ راست یا بالواسطہ حصہ لینے کے فیصلہ کیا۔ کانگریس نے اپنے ورکرز سے اپیل کی کہ وہ تعمیری کاموں میں جٹ جائیں ساتھ ہی ورکنگ کمیٹی کو یہ اختیار دیا گیا کہ وہ جب بھی مناسب سمجھے سیول نافرمانی پروگرام جس میں ٹیکسوں کی عدم ادائیگی بھی شامل تھی شروع کر دے۔

اس طرح لاہور کانگریس میں ایک بار پھر سیول نافرمانی تحریک کی تجدید کی گئی۔ گاندھی جو ملک میں ہونے والے چند پر تشدد واقعات سے تشویش میں مبتلا تھے چاہتے تھے کہ سیول نافرمانی تحریک میں عدم تشدد کی مہم کے ذریعہ نوجوانوں کے ابلتے جذبات کی نکاسی کی راہ پیدا کی جائے۔ یہ قرارداد درحقیقت گاندھی جی نے تیار کی۔ 31 دسمبر 1929ء کی آدھی رات کو کانگریس پریذنٹ نہرو نے ایک مقدس جلوس کی قیادت کرتے ہوئے ہندوستان کی آزادی کی علامت کے طور پر ترنگا لہرایا حاضرین میں مسرت کی لہر دوڑ گئی اور مستقبل کے ہندوستان کے شاندار تصور سے امیدیں جاگ اٹھیں۔

لاہور کانگریس نے ڈومنین ایڈمنسٹریٹرز کے نظریہ کو مسترد کرتے ہوئے ہندوستان کے لیے مکمل آزادی پورن سوراج کو اپنا مقصد بنالیا۔ یہ طے کیا گیا کہ 26 جنوری 1930ء کا دن پورے ملک میں پورن سوراج کے دن کے طور پر منایا جائے گا اور دیہاتوں اور قصبوں میں اس موقع پر لوگوں کے سامنے اعلان پڑھا جائیگا۔ اعلان بے حد طویل تھا جس میں اس بات کی تفصیلات بیان کی گئی تھیں کہ کس طرح برطانوی حکومت نے ہندوستان کو تباہ کیا، اس میں مستقبل کی پالیسی بھی پیش کی گئی، اس میں عوام سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ عدم تشدد پر بنی سیول نافرمانی تحریک کے لیے تیار ہو جائیں اور پورن سوراج کے قیام کے لیے وقتاً فوقتاً کانگریس سے ہدایات حاصل کریں۔ آزادی کا یہ دن پورے ملک میں جوش و خروش سے منایا گیا، چند کانگریسیوں نے لیجسلیچر سے استعفیٰ دینے کا نگرہیوں کی بھاری تعداد کو گرفتار کر کے ان پر مقدمہ چلایا گیا۔

فروری 1930ء میں ساہیوالی کے مقام پر کانگریس ورکنگ کمیٹی کا اجلاس ہوا اور سیول نافرمانی کی قرارداد منظور کی گئی۔ کمیٹی نے مہاتما گاندھی کو تحریک شروع کرنے کا مجاز ٹھہرایا اور اس بات پر خاص زور دیا کہ تحریک عدم تشدد کے اصول پر برقرار رہے۔ قرارداد نے ان سب سے جو کہ حکومت سے تعاون کر رہے تھے اپیل کی کہ وہ اپنا تعاون واپس لیں اور اپنے فائدوں کو ٹھکراتے ہوئے آزادی کی اس آخری جنگ میں ان کے ساتھ ہو جائیں۔

سیول نافرمانی قرارداد کی منظوری کے بعد تمام آنکھیں ساہرمتی کی جانب لگی ہوئی تھیں مہاتما کب اور کیسا قدم اٹھاتے ہیں۔ سارے ملک میں اس بات کا تجسس تھا۔ مہاتما نے ستیہ گرہ کی مہم بگرات کے مغربی کنارے پر واقع ڈانڈی نامی دیہات کے نمک قانون توڑتے ہوئے نمک بنانے کے عمل سے شروع کرنے کا فیصلہ کیا۔ وہ چاہتے تھے کہ عوام کو ساتھ لے کر نمک کا قانون توڑیں انھوں نے اس فیصلے کی اطلاع وائسرائے کو دیتے ہوئے ملاقات کے لیے وقت مانگا مگر وہاں سے انکار ہوا وائسرائے نے جواب دیا کہ ڈانڈی کا یہ عمل نہ صرف قانون کی خلاف ورزی شمار ہو گا بلکہ اس طرح امن عامہ کو بھی نقصان پہنچنے کا ڈر ہے۔

12 مارچ 1930ء کو گاندھی جی اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ ڈانڈی کی جانب پیدل مارچ کے لیے نکلے۔ ڈانڈی ساہرمتی سے 200 میل کی دوری پر واقع ہے۔ ڈانڈی مارچ انتہائی کامیاب رہا۔ ہر جانب سے سینکڑوں کی تعداد میں دیہاتی آکر مارچ کرنے والوں کا شاندار استقبال کیا کرتے تھے۔ مہاتما 16 اپریل کو ڈانڈی پہنچے اور وہاں انھوں نے نمک بنا کر قانون توڑا۔ ڈانڈی مارچ کا منصوبہ اور اس پر عمل مثال تھا۔ 200 میل کا فاصلہ مختلف دیہاتوں کے بیچ سے طے کرنا بذات خود تحریک سیول نافرمانی کا زوردار پروپگنڈا بن گیا۔ قوم پرستوں کے نزدیک ڈانڈی مارچ کسی یا تریا زیارت سے کم نہیں تھا اور نمک قانون کی خلاف ورزی پورے ملک کے لیے یہ اشارہ دیتی تھی کہ ہر جگہ اس عمل کو دہرایا جائے۔ وہ علاقے جہاں قدرتی حالات نمک سازی کے لیے موافق نہیں تھے وہاں دوسرے قوانین کی خلاف ورزی کی گئی۔ اتر پردیش اور بگرات میں مال گزاری اور دوسرے ٹیکس ادا نہ کرنے کی مہم چلائی گئی شمال مغربی سرحدی صوبے میں خان عبدالغفار خاں نے جو سرحدی گاندھی کے نام سے مشہور ہوئے ایک مخالف حکومت عدم تشدد تحریک شروع کی۔ اس طرح مختصر سے عرصے میں سیول نافرمانی تحریک تیزی سے پھیل گئی۔

مہاتما نے اپنے اس ارادے کو ظاہر کیا کہ سورت ڈسٹرکٹ میں دھرسانا (Dharsana) کے مقام پر نمک کے گودام پر حملہ کیا جائے گا۔ مگر قبل اس کے وہ ابھی اس مقام تک پہنچتے انھیں گرفتار کر کے جیل روانہ کر دیا گیا۔ تب بگرات کے مختلف علاقوں سے لیڈر اور والیٹرز دھرسانا کی جانب روانہ ہوئے۔ ہزاروں لوگوں کو جنھوں نے نمک گوداموں پر چھاپا مارنے میں حصہ لیا تھا بری طرح پٹیا گیا اور جیلوں میں ٹھونسا گیا۔ والیٹرز کی عدم تشددانہ جدوجہد اور ان کے ایثار و قربانی کی کہانیاں غیر ملکی اخبارات میں بھی چھپیں۔ یونائیٹڈ پریس امریکہ کے کرسپانڈنٹ مسٹر ویب ملر (Web-Miller) نے سیول نافرمانی تحریک کی انتہائی واضح تصویر پیش کی اور بتایا کہ کس طرح گاندھی نے اپنے پیروں کے دل و دماغ پر قبضہ کرتے ہوئے انھیں ڈسپلین کا پابند بنایا اور ان میں قربانی دینے کی خواہش جگائی ہے۔

اپریل 1930ء میں گاندھی نے ہندوستان کی عورتوں سے اپیل کی کہ وہ پکنگ کریں اور چرہ کاتیں۔ اپیل کا رد عمل نہایت شاندار تھا۔ ایسی ہزاروں عورتوں نے جو پہلے کبھی گھروں سے نہیں نکلی تھیں باہر نکل کر اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش کیا۔ ہندوستانی عورتوں کی یہ بیداری ہر کسی کے لیے حیران کن تھی۔ اس سے ہندوستانی سماج پر مہاتما گاندھی کے غیر معمولی اثر کی ایک اور مثال ملتی ہے۔ پرامن مزاحمت کرنے والے (Passive Resisters) دن بدن بڑھنے لگے اور ملک کے لیے ان کا قربانی کا جذبہ اور آزادی کی جدوجہد پہلے سے کہیں زیادہ قوی ہونے لگی۔

## اپنی معلومات کی جانچ کیجیے

1۔ 26 جنوری 1930ء کی اہمیت کیا ہے۔

---



---



---



---

2۔ گاندھی نے نمک کا قانون کب اور کہاں توڑا؟

---



---



---



---

## 27.3.2 ظلم و استبداد کی پالیسی

ابتدا میں برطانوی حکومت نے سیول نافرمانی تحریک کو سنجیدگی سے نہیں لیا بلکہ اس کا مذاق بھی اڑایا۔ جلد ہی انھیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا اور صورت حال کی سنگینی واضح ہوئی۔ وہ اس کو مکمل طور سے کچل دینا چاہتے تھے۔ اسی لیے عوام پر ظلم و ستم ڈھانے لگے۔ نئے آرڈی نینس پاس کیے گئے۔ جیسے ایمرنسی پریس آرڈی نینس (Emergency Press Ordinance)۔ 1920ء میں 9 اخباروں کو مجبور کیا گیا کہ وہ اپنی اشاعت موقوف کر دیں۔ کیوں کہ وہ ضمانت کی Security Amount ادا کرنے میں ناکام ہو گئے تھے۔ سارے ملک کے کونے کونے میں بڑے پیمانے پر گرفتاریوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ والنٹیرز کے خلاف کئی جھوٹے الزامات عائد کئے گئے جیسے چوری وغیرہ۔ تقریباً 75,000 لوگ جیل بھیجے گئے۔ تمام لیڈر جن میں کانگریس پریسیڈنٹ نہرو بھی شامل تھے قید کر لیے گئے۔ گاندھی کو 4 مئی 1930ء کو گرفتار کیا گیا۔ یوں لگتا تھا جیسے پورا ملک ہی جیل بھیج دیا گیا ہے۔

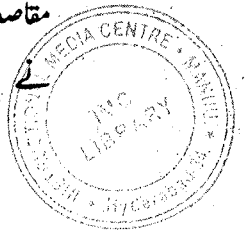
حکومت نے لوگوں کو ہراساں کرنے کے لیے صحیح معنوں میں دورِ دہشت شروع کر دیا۔ پولیس اور فوج دونوں نے بلا کوئی لحاظ کیے مردہ عورتوں پر جابرانہ حملے شروع کیے۔ پولیس کے اس زور و ستم کی صرف ہندوستانی صحافت ہی نے نہیں بل کہ غیر ملکی جرنلسٹوں نے بھی مذمت کی۔ اکا دکا واقعات میں لوگوں نے تھراؤ بھی کیا مگر مجموعی طور پر یہ "طاقت پر عدم تشدد کی فتح" تھی اور اس کے ذریعہ گاندھی کے عدم مزاحمت کے نظریہ کی پہلی قابل دید فتح حاصل ہوئی۔

## 27.4 پہلی گول میز کانفرنس

سائمن کمیشن کی رپورٹ جون 1930ء میں شائع کی گئی۔ اس میں سفارش کی گئی کہ نئے دستور کو جہاں تک ممکن ہو سکے خود اپنے اندر اپنے ارتقا کی گنجائش رکھنی چاہیے۔ ہندوستان کا قطعی دستور نوعیت کے اعتبار سے وفاقی ہو گا۔ صوبوں کو مکمل خود اختیاری حاصل رہے گی جن میں امن و ضبط کا محکمہ بھی شامل رہے گا۔ داخلی صیانت جیسے چند معاملات میں گورنر کو مسترد کرنے کے اعلا اختیارات حاصل رہیں گے۔ صوبائی کونسل کی توسیع کی جانی چاہیے۔ مرکز کے ایوان زیرین کی جو فیڈرل اسمبلی کھلائے گا توسیع کی جانی چاہیے اور اسکے انتخاب کا حق صوبائی کونسلوں کو رہے گا۔ ایوان بالا یعنی Council of States میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔ ایک صوبائی فنڈ ترتیب دیا جائے گا تاکہ صوبوں کو ان کی خود مختاری پر کوئی حرف آئے بنا مناسب وسائل حاصل کرنے کی سہولت رہے۔ کمیونٹ کے ممبران کو گورنر جنرل منتخب کر کے مقرر کرے وہ حکومت کا عملاً سربراہ "De facto" رہے گا۔ ہائی کورٹس حکومت ہند کے انتظامی کنٹرول میں رہیں گے۔ سکریٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا کی ممبر شپ اور فرائض میں کمی کی جائے گی۔ ہندوستان میں برطانوی افسران اور فوجوں کی موجودگی مزید کمی برسوں تک کے لیے بے حد ضروری ہے۔

دائسراے کے اعلان نامے کی مطابقت میں برطانوی حکومت کے نمائندوں اور ہندوستان کے نمائندوں کی ایک کانفرنس کا انعقاد ہونا تھا۔ تاکہ دستوری تجاویز پر بحث کی جاسکے۔ چنل چہ نومبر 1930ء میں شاہ انگلینڈ نے پہلی گول میز کانفرنس کا افتتاح کیا۔ لیبر پرائم منسٹر راسے میکڈونالڈ نے صدارت کی۔ اس میں برطانوی پارٹیوں کے 16 ارکان، برطانوی ہندوستان سے 57 ارکان شامل تھے۔ کانگریس نے اپنے نمائندے روانہ کرنے سے انکار کر دیا۔ دوسری پارٹیوں کی نمائندگی ان کے متعلقہ لیڈران کر رہے تھے۔

ہندوستانی لیڈروں نے ملک کے لیے ڈومینین درجہ کا مطالبہ کیا اور مرکز میں ذمہ دار حکومت کی مانگ کی۔ انھوں نے برطانوی پارلیمانی نظام کو ہندوستان میں قائم کرنے کی وکالت کی۔ برسر اقتدار ہندوستانی حکمرانوں نے حکومت خود اختیاری کے ساتھ وفاق میں شامل ہونے سے اتفاق کیا۔ جہاں فیڈرل ڈھانچے کے تعلق سے کمیٹی کے ذریعہ کچھ پیش رفت ہوئی وہیں ایک نئی پیچیدگی اس وقت پیدا ہو گئی جب کہ ڈاکٹر امبیڈکر نے یہ مطالبہ کیا کہ پسماندہ ذاتوں کو الیکٹورل مقاصد کے لیے ایک علاحدہ کمیونٹی تصور کیا جائے۔ ایک اور رکاڈٹ مسلم نمائندوں کی وجہ سے پیش آئی۔ جنھوں نے اعلان کیا کہ جب تک اقلیتیں پوری طرح سے مطمئن نہ ہو جائیں تب تک کوئی بھی دستور کامیاب نہیں ہو سکتا۔





لبرل مسلمانوں کی جانب سے ان اختلافات کو کم کرنے کی تمام کوششیں ناکام ہو گئیں۔ مسلم ڈیلی گیٹس نے اعلان کیا۔ "نہ تو مرکزی حکومت میں اور نہ ہی صوبائی حکومت میں کوئی پیش رفت ممکن ہے اور نہ ہی قابل عمل ہے۔ جب تک کہ ہندوستانی مسلمانوں کو مناسب تحفظات نہیں فراہم کیئے جاتے اور یہ کہ ایسے تحفظات کے بغیر کوئی بھی دستور ہندوستانی مسلمانوں کے لیے ناقابل قبول ہوگا۔"

ان اختلافات کے پیش نظر کانفرنس درخواست کردی گئی انگلستان کے پرائم منسٹر نے جہاں چند دستوری اصلاحات کو قبول کیا وہیں فرقہ وارانہ تنازعہ کے تعلق سے کہا۔

"یہ ان فرقوں کا فرض ہے کہ وہ آپس میں کسی سمجھوتے پر پہنچیں"

اس نے یہ بھی کہا کہ حکومت اس بات کی متنی ہے کہ بلا کسی تاخیر کے نئے دستور کو نافذ کیا جائے۔ اس بات کی امید ظاہر کی کہ سیول نافرمانی تحریک کے لیڈر آپسی تعاون کے اس کام میں حصہ لیں گے۔

کانگریس ورکنگ کمیٹی جنوری 1931ء میں گول میز کانفرنس پر خاست ہونے کے دو دن بعد منعقد کی گئی۔ کمیٹی نے کانفرنس کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے برطانوی وزیراعظم کے بیان کو مبہم قرار دیا اس لیے کانگریس کی پالیسی کو تبدیل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں محسوس کی گئی کمیٹی نے عوام کو تاکید کی کہ وہ پہلے سے زیادہ جوش و خروش کے ساتھ جدوجہد کو جاری رکھیں۔ اسی اثنا میں برطانوی حکومت نے تمام مقید لیڈروں کی رہائی کے احکام جاری کیئے۔ تاکہ انہیں برطانوی وزیراعظم کی پیش کش پر بحث کرنے کا موقعہ حاصل ہو۔

## 27.5 گاندھی۔ اردن پیکیٹ

وہ لیڈران جنہوں نے گول میز کانفرنس میں حصہ لیا تھا۔ کانگریس سے اپیل کی کہ اس تعلق سے وہ اپنے بائیکاٹ کے پروگرام پر از سر نو غور کریں اور اس سلسلے میں وائسرائے سے ملیں۔ گاندھی اور اردن کی ملاقات فروری 1931ء میں ہوئی۔ کانگریس ورکنگ کمیٹی نے ایک قرارداد منظور کی جس میں گاندھی کو یہ اختیار دیا گیا کہ وہ کانگریس کی طرف سے کوئی بھی سمجھوتے کر سکتے ہیں بعد میں چند اور کانگریسی لیڈر بھی گاندھی کے ساتھ مذاکرات میں شامل ہو گئے۔ مذاکرت کئی دن تک طول کھینچتے رہے اور آخر جب سمجھوتے پایا تو کانگریس ورکنگ کمیٹی نے اس کی توثیق کردی۔ اس سمجھوتے پر وائسرائے اردن اور گاندھی نے 5 مارچ 1931ء کو دستخط کیئے۔

سمجھوتے کی شرائط کے مطابق سیول نافرمانی تحریک کو ترک کرنے سے اتفاق کیا گیا۔ جہاں تک دستوری مسائل کا تعلق تھا ان پر مزید بحث دوسری گول میز کانفرنس تک ملتوی رکھی گئی وفاق کو ناگزیر تسلیم کیا گیا۔ اس طرح ریزولوشن اور تحفظات بھی ہندوستان کے مفاد میں ضروری تسلیم کیئے گئے۔ دستوری اصلاحات کے تعلق سے مستقبل کے مباحث میں کانگریس بھی شریک ہو گئی۔ گورنمنٹ نے ستیہ گریوں کے تمام غیر فیصل شدہ مقدمات کو واپس لینے اور ساتھ ہی تمام ایمر جنسی آرڈی نینس کو بھی واپس لینے کا وعدہ کیا۔ حکومت نے غیر ملکی مصنوعات کے خلاف پرامن پکٹنگ کی اجازت دینے

سے اتفاق کیا بشرطیکہ معمول کے قوانین کی کوئی خلاف ورزی نہ ہوتی ہو۔ حکومت نے نمک کے علاقے میں رہنے والے لوگوں کو اپنے استعمال کے لیے نمک بنانے کی اجازت دی لیکن تجارتی مقاصد کے لیے یہ اجازت نہیں تھی۔

کانگریس نے سیول نافرمانی تحریک کو موقوف کرنے اور دستوری اصلاحات کی اسکیم پر مزید مباحث میں شرکت سے اتفاق کیا بہت سے لوگوں کو یہ احساس ہوا کہ گاندھی اور ن پیکٹ لاہور قرارداد سے جس میں پورن سورج کا مطالبہ کیا گیا تھا میل نہیں کھاتا۔ گوکہ گاندھی نے اس سے انکار کیا مگر یہ واضح تھا کہ کانگریس نے مکمل آزادی کے مطالبہ کو معطل کر دیا تھا۔ اور اپنے اس پرانے موقف سے پیچھے ہٹ گئی تھی۔ جس کے سبب پہلی گول میز کانفرنس کا بائیکاٹ کیا گیا تھا۔ سمجھوتے کی بہتوں نے مخالفت کی خاص طور سے نوجوانوں کی تنظیموں نے۔ بھاش چندر بوس نے پیکٹ پر شدید تنقید کی۔ یوتھ کانگریس نے بھی سمجھوتے کی مذمت کی۔ لیکن گاندھی کے ماننے والوں کا اصرار تھا کہ یہ پیکٹ کانگریس کی جیت کو ظاہر کرتا ہے۔ مگر ان کے دلائل قابل قبول نہیں تھے۔ گاندھی کی جانب سے پیکٹ کو ماننے کی وجہ غالباً یہ تھی کہ انھیں احساس تھا کہ انگریزوں سے اس غیر مساوی جنگ میں کانگریس کی جیت کے امکانات بہت تھوڑے ہیں۔ اس کے مقابلے میں بروقت سمجھوتے قابل ترجیح ہے۔ عوام تحریک میں ایسے فیصلے ناگزیر ہوتے ہیں۔

سمجھوتے کے لیے مہاتما گاندھی کے پاس وجوہات چاہے جو بھی ہوں اس پیکٹ سے برطانوی ہندوستان کی تدریج میں پہلی بار حکومت نے انڈین نیشنل کانگریس کو مساوی درجے کا سیاسی حریف تسلیم کیا اور اس بات پر بھی مہر لگ گئی کہ امن طے کرنے کے لیے کانگریس ہی مختار کل ہے۔ شعوری یا لاشعوری طور پر برٹش گورنمنٹ نے ہندوستان کے سیاسی مسائل پر بولنے کے لیے کانگریس کو مختار ہونے کا درجہ دیدیا۔

سیول نافرمانی تحریک جو اچانک ہی ختم کر دی گئی۔ سورج کی جدوجہد میں بے حد اہمیت رکھتی ہے۔ اس کے ذریعہ عوام میں سیاسی شعور کی بیداری دیکھنے کو ملی۔ ساتھ ہی ساتھ مہاتما کی قیادت میں پوشیدہ اعلا اخلاقی تحریک کا مشاہدہ بھی ہوا۔

گاندھی۔ اردن پیکٹ پر کانگریس کے کراچی اجلاس میں غور و خوض کیا گیا۔ نوجوان طبقہ سمجھوتے سے خوش نہیں تھا خاص طور سے بھگت اور سکھ دیو جیسے نوجوان انقلابیوں کی پھانسی کی خبر سن کر ان کے غم و غصہ کی انتہائی نہیں رہی۔ یہ لوگ لاہور سازش کیس میں ماخوذ تھے۔ نوجوان یہ سمجھ رہے تھے کہ گاندھی نے دائسراے سے سزائے موت کو منسوخ کرنے کے مقابلے میں زور دیکر بات چیت نہیں کی سی وجہ تھی کہ کراچی اجلاس کے موقع پر کالی جھنڈیوں سے گاندھی جی کا سواگت کیا گیا۔ کانگریس اجلاس میں ایک قرارداد بھی پیش کی گئی کہ شدید بھگت سنگھ اور اس کے ساتھیوں کی بہادری اور جانثاری کو کانگریس کے ریکارڈ میں شامل کیا جائے ایک اور بد نمانہ واقعہ پیش آیا جن دنوں کانگریس کا اجلاس چل رہا تھا، کانپور میں شدید ہندو مسلم فساد پھوٹ پڑا ہر جگہ بڑی تیزی سے لوٹ مار، خنجر زنی اور آتش زنی کے واقعات پیش آنے لگے۔

اس مشتعل ماحول میں کانگریس اجلاس نے گاندھی اور ن پیکٹ کو اس خود فریبانہ نوٹ کے ساتھ منظور کیا۔

”کانگریس یہ واضح کر دینا چاہتی ہے کہ ”پورن سورج“ کا ہمارا مقصد جوں کا توں برقرار ہے۔“

اس کے بعد دوسری گول میز کانفرنس میں بھیجے جانے والے ڈیلی گیٹس کے تعلق سے کانگریس درکنگ کمیٹی نے غور کیا۔ طویل مباحث کے بعد آخر کار متفقہ طور پر یہ طے کیا گیا کہ گاندھی اس کانفرنس میں کانگریس کے واحد نمائندہ ہوں گے۔ گاندھی فرقہ وارانہ فسادات پر سخت تشویش میں مبتلا تھے کیوں کہ ان کا احساس تھا کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان جب تک پہلے ہی سے کوئی سمجھوتہ نہیں ہو جاتا تب تک کانفرنس کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اس دوران لارڈ ولنگٹن نے وائسرائے کی حیثیت سے لارڈ اردن سے جائزہ حاصل کیا۔ اس نے سمجھوتے کی صریحاً خلاف ورزی کرتے ہوئے پھر سے جابرانہ پالیسی شروع کی۔ گاندھی نے اس پر احتجاج کرتے ہوئے وائسرائے کو آگاہ کیا کہ وہ دوسری گول میز کانفرنس میں شرکت کے لیے انگلینڈ نہیں جائیں گے۔ وائسرائے سے ایک میٹنگ کے بعد جس میں شکایتوں کی تحقیقات کا تعین دیا گیا۔ گاندھی نے کانفرنس میں شرکت کی حالی بھری۔

## 27.6 دوسری گول میز کانفرنس

دوسری گول میز کانفرنس لندن میں ستمبر 1931ء میں شروع ہوئی مہاتما گاندھی اس میں کانگریس کے واحد نمائندے کی حیثیت سے شریک ہوئے۔ لندن میں گاندھی کی آمد نے مختلف طبقات میں ایک سنسی پھیلائی۔ گاندھی نے امن اور خیر خواہی کے بارے میں اپنے خیالات کئی تقریروں کے ذریعہ ظاہر کیئے اور برطانوی عوام سے اپیل کی کہ وہ ہندوستان کی آزادی کی تحریک سے ہمدردی کا اظہار کریں۔

کانفرنس کے دو اہم مسائل تھے۔ وفاقی ڈھانچے بنانے کے لیے تفصیلات تیار کرنا اور ایک ایسا منصوبہ بنانا جو اقلیتوں کے لیے قابل قبول ہو۔ گاندھی نے کراچی قرارداد پر اصرار کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ ”ذمہ دار حکومت“ فوری طور پر قائم کر دی جائے جو کہ مرکز اور صوبے دونوں جگہ پوری طرح ذمہ دار ہو۔ انھوں نے اپنے مطالبے میں یہ بھی اضافہ کیا کہ اس حکومت کو فینانس، فوج، دفاع اور خارجی معاملات پر مکمل اختیار ہونا چاہیے۔ گاندھی نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ کانفرنس پورے ملک کی نمائندگی کرتی ہے۔ فرقہ وارانہ مسائل پر مباحث غیر مختتم رہے۔ کئی مذاکرت کے باوجود یہ ناممکن رہا کہ کوئی ایسی اسکیم سامنے لائی جائے جو تمام پارٹیوں کے لیے قابل قبول ہو۔ ڈاکٹر امدیڈ کرنے نے گاندھی کے سامنے تجویز رکھی کہ ایک سمجھوتے کے تحت لیجسلیٹرس میں پسماندہ فرقوں کے لیے چند نشستیں محفوظ کر دی جائیں۔ گاندھی نے اس نظریہ کو منظور نہیں کیا جس پر ڈاکٹر امدیڈ کرنے نے دوسری اقلیتوں سے ہاتھ ملایا۔ مسلمانوں، پسماندہ فرقوں، اینگلو انڈین اور دوسری اقلیتوں نے مطلع کیا کہ وہ آپس میں ایک سمجھوتے پر پہنچ چکی ہیں۔ یہ بات ہندو اور سکھ نمائندوں نے منظور نہیں کی جس کے سبب تعطل پیدا ہو گیا۔

مہاتما گاندھی نے زور دیا کہ اقلیتوں کے سوال کو کانفرنس کے بنیادی سوال یعنی ہندوستان کے دستور کی تدوین پر فوقیت نہیں دی جانی چاہیے۔ آخر کار ارکان کانفرنس نے فرقہ وارانہ سوال پر میکڈنالڈ کی ثالثی کو قبول کرنے سے اتفاق کیا۔ جب اس نے اپنے فیصلے کا اعلان کیا تو یہ فیصلے سے زیادہ ایک تجویز کی طرح لگا۔ دوسری گول میز کانفرنس نے وفاقی عدلیہ اور وفاقی لیجسلیٹرس کی بنیت ترکیبی کا کام مکمل کر لیا۔ اس نے مالی وسائل کو صوبوں اور مرکز کے درمیان تقسیم کیا۔ اس کے ذریعہ

ریاستوں کا دفاع میں انضمام کا طریقہ کار بھی طے کر لیا گیا۔ ان چند تجویزوں کے علاوہ کوئی اور دستوری تبدیلی یا ارتقا پر برطانوی حکومت نے غور نہیں کیا اور بنا کچھ حاصل کیے گاندھی ہندوستان واپس آگئے۔ یہ محسوس کیا گیا کہ انگلینڈ کی نئی گورنمنٹ نے (گوکہ اس کے سربراہ میکڈنالڈ تھے لیکن اس پر کنزرویٹو چھائے ہوئے تھے) یہ فیصلہ کر لیا کہ کانفرنس کو توڑ دیا جائے اور کانگریس سے مخالفت جاری رکھی جائے۔ اس معاملے میں مسلمان انگریزوں کے زبردست ساتھی بن گئے۔ اس پر طرہ یہ کہ ہندوستانی ڈیلی گیٹس کے درمیان ہم آہنگی بھی نہیں پائی جاتی تھی۔ اس طرح دوسری گول میز کانفرنس بھی اپنے اس مقصد میں ناکام ہو گئی کہ ہندوستان کے لیے تسلی بخش دستور تیار کیا جاسکے۔

## 27.7 تیسری گول میز کانفرنس

تیسری گول میز کانفرنس نومبر 1932ء میں ہوئی۔ کانگریس نے اس کا بائیکاٹ کیا۔ کانفرنس میں رائے دی، فیڈرل فیئانس اور ریاستوں کے مسائل پر خاص دھیان دیا گیا جو نئی خصوصیات اپنائی گئی تھیں وہ تھیں بالعموم کی ایک بڑی تعداد کو حق رائے دی میں شامل کرنا اور دفاع کے ایوان بالا کا الیکشن صوبائی لیجسلیچر کے ذریعہ کیا جانا۔ اس وقت تک دیسی حکمرانوں کا رویہ دفاع کے تعلق سے پہلا جیسا ہمدردانہ نہیں رہا۔ بحثیت مجموعی جب 1932ء میں تیسری گول میز کانفرنس ختم ہوئی، دستور کے تسلی بخش سمجھوتے کے تعلق سے ہندوستانی ارکان کا تجسس ماند پڑ چکا تھا۔

## 27.8 سیول نافرمانی تحریک کا آخری مرحلہ

گاندھی۔ ارون پیکٹ طے پانے کے بعد کانگریس نے سیول نافرمانی تحریک کو موقوف کر دیا تھا۔ برطانوی حکومت نے سورت ڈسٹرکٹ میں مال گزاری کی وصولی کے سلسلے میں ہوئی پولیس زیادتیوں کی غیر جانبداری سے تحقیقات کروانے کا وعدہ کیا تھا مگر تحقیقات ایک طرف اور جانبدارانہ تھیں جس کے سبب انکوائری کمیٹی سے کانگریس کا نمائندہ دستبردار ہو گیا تھا۔ 1931ء میں اتر پردیش میں شدید معاشی بحران ہو گیا تھا۔ وہاں کانگریس نے کرایہ نہیں No-Rent مہم شروع کی تھی جو کہ گاندھی، ارون پیکٹ کے سبب ملتوی کر دی گئی تھی۔ حکومت نے جن رعایتوں کا اعلان کیا تھا ان سے ہاتھ کھینچ لیا اور کاشت کاروں سے بقایاجات کا مطالبہ کیا۔ اس پر کانگریس نے کسانوں کو مشورہ دیا کہ وہ کرایہ (Rent) ادا نہ کریں۔ اس کے نتیجے میں کانگریس لیڈر بشمول نہرو اور پرشوتم داس ٹنڈن گرفتار کر لیے گئے۔ شمال مغربی سرحدی صوبے میں خان عبدالغفار خاں کی۔ (Red-Shirts) سرخ قمیض تنظیم پر پابندی لگادی گئی اور اس کے ہزاروں دانشور ز قید کر لیے گئے ملک کے دوسرے حصوں میں بھی ایسے ہی واقعات دہرائے گئے۔ نیشنلسٹوں کی جانب سے تشدد کی کاروائیاں بھی کی گئیں جس کے رد عمل کے طور پر قیدیوں سے براسلوک کیا جانے لگا۔ اور "ٹیکس نہیں مہم" کے والیٹر پر ستم توڑے گئے۔ گورنمنٹ نے دہشت گردوں کی سرگرمیوں کا بدلہ لیتے ہوئے غیر انسانی جوہر ستم کا طریقہ اپنایا۔

گاندھی جب لندن سے واپس ہوئے تو انھوں نے دیکھا کہ جاہرانہ احکام اترپردیش، شمال مغربی صوبے، بنگال اور دوسرے علاقوں میں نافذ کیئے جا چکے ہیں۔ انھوں نے وائسرائے کو ایک ٹیلی گرام بھیجا کہ حکومتی رویہ کی وجہ سے خیر خواہی کا ماحول تباہ ہو چکا ہے۔ جواب میں وائسرائے نے انتظامیہ کے جاہرانہ اقدامات کو واجب ٹھہرایا۔ اس سے واضح ہو گیا کہ حکومت نے کانگریس کے تعلق سے جارحانہ رویہ برتنے کی نئی پالیسی اختیار کی ہے۔ کانگریس ورکنگ کمیٹی نے حکومت سے درخواست کی کہ ان واقعات کی عوامی سطح پر غیر جانبدارانہ تحقیقات کی جائے جن کی وجہ سے اس قسم کے آرڈی نینس جاری کرنے کی نوبت آئی۔ کانگریس ورکنگ کمیٹی نے حکومت کو یہ انتباہ بھی دیا کہ اگر اس کا تسلی بخش جواب نہیں دیا گیا تو وہ سیول نافرمانی تحریک کو پھر سے شروع کریں گے۔ جواب نہ صرف نفی میں تھا بل کہ توہین آمیز بھی تھا۔ وائسرائے نے اس وقت تک گاندھی سے ملاقات کرنے سے انکار کر دیا جب تک کہ سیول نافرمانی تحریک کی تجدید کی دھمکی برقرار رکھی جائے گی۔ حکومت نے اپنی پالیسی کو واجب ٹھہرایا اور چار اور نئے آرڈی نینس جاری کیئے۔ گاندھی اور پٹیل دونوں کو گرفتار کر لیا گیا نہرو اور غفار خاں پہلے ہی سے جیل میں تھے۔ یہ ایک بد نختانہ بات تھی کہ یورپی غیر سرکاری افسران حکومت کی حمایت کر رہے تھے۔ اس طرح سیول نافرمانی تحریک کا آخری مرحلہ شروع ہو گیا۔

تحریک جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ ہزاروں لوگوں نے گرفتاریاں پیش کیں۔ "ٹیکس نہیں" مہم عوامی پیمانے پر چلائی گئی۔ خاتون وائٹرز نے پکنگ میں حصہ لیا۔ ہر شہر اور گاؤں میں غیر ملکی کپڑوں کو جلانا روز مرہ کی بات ہو گئی۔ شراب کی دکانوں کی بھی پکنگ کی گئی۔ پولیس احکام کی خلاف ورزی میں جلوس نکالے جانے لگے۔ برطانوی مصنوعات کا بائیکاٹ اور پکنگ، بنکیوں اور انشورنس کمپنیوں کا بائیکاٹ تحریک کے اہم پروگرام تھے۔ وائٹرز نے عوامی عمارت پر قومی ترنگے لہرانے شروع کیئے۔ بلا اجازت پمفلٹ جاری کیئے گئے اور انھیں پولیس میں تقسیم کیا گیا۔ حکومت نے نہایت بے رحمی اور سنگدلی سے جاہرانہ اقدامات شروع کیئے۔ کبھی بھی قانون کی حکمرانی نہیں تھی۔ پولیس عورتوں اور بچوں کو بھی پینے سے جھجک نہیں رہی تھی۔ اکثر و بیشتر سنگباری کے فرضی الزامات لگا کر فائرنگ کی جا رہی تھی سارے ہندوستان میں چھاپے اور تلاشیاں جاری تھیں۔ پولیس لاک اپ میں مارپیٹ کے علاوہ اذیت رسانی کے اور طریقے بھی اپنائے جا رہے تھے۔ پولیس نے دیہاتیوں کو ہراساں کرنا شروع کیا۔ وہ ان کی املاک کو لوٹنے اور تباہ و تاراج کرنے لگے ہندوستان میں برطانوی حکمرانی سے دور وسطی کے ظلم کی داستانیں شرمانے لگیں۔

## 27.9 سیول نافرمانی تحریک کا اختتام

حکومت کی جاہرانہ پالیسی کے باوجود سیول نافرمانی تحریک پورے زور و شور سے جاری تھی کہ اچانک گاندھی جی نے علاحدہ الگوریٹ کی مخالفت میں مرن برت کا فیصلہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ وہ اسی وقت اپنا برت ختم کریں گے جب کہ مشترکہ الگوریٹ کو بحال کیا جائے اس کی وجہ سے پورے ملک میں تشویش پھیل گئی اور سیول نافرمانی تحریک اپنی اہمیت کھو بیٹھی۔ کافی عرصہ تک شروع سے مشاورت جاری رہی اور آخر کار ڈاکٹر امبیڈکر کو اپنے مطالبے میں کامیابی ہوئی۔ پونا پیکٹ کے ذریعہ سمجھوتہ طے پایا جس کے مطابق 18% نشستیں پسماندہ ذاتوں کے لیے مختص کی گئیں۔ برٹش حکومت نے اس سے اتفاق کیا گاندھی نے اپنا برت ختم کیا۔

اس کے بعد سیول نافرمانی تحریک کا جوش و خروش ٹھنڈا پڑ گیا۔ گاندھی کی دلچسپی بھی اس تحریک سے ہٹ گئی اور وہ پوری طرح سے چھوٹ چھات کے مسئلے میں دلچسپی لینے لگے۔ گاندھی نے کانگریس پر ایڈمنٹ سے چھ ہفتوں کے لیے سیول نافرمانی تحریک کو معطل کرنے کو کہا اور حکومت سے اپیل کی کہ وہ اپنے آرڈی نینس کو واپس لیتے ہوئے قیدیوں کو رہا کر دے۔ داسرائے نے گاندھی کی اس اپیل کو ماننے سے انکار کر دیا۔

کانگریسوں کی پونا میں غیر رسمی میٹنگوں میں یہ طے کیا گیا کہ سیول نافرمانی تحریک واپس لے لی جائے۔ البتہ انفرادی طور پر سیول نافرمانی جاری رکھنے سے اتفاق کیا گیا۔ دھیرے دھیرے یہ تحریک دم توڑ گئی۔

## اپنی معلومات کی جانچ کیجیے

3 گول میز کانفرنس کے دوران انگلینڈ کے وزیر اعظم کون تھے؟

---



---



---



---

4 سہاش چندر بوس اور دوسروں نے گاندھی اور ون پیکٹ پر تنقید کیوں کی؟

---



---



---



---

## 27.10 خلاصہ

- 1۔ ہندوستان کی جدوجہد آزادی میں 1929ء کی لاہور کانگریس ایک اہم موڑ ثابت ہوئی۔ اس کانفرنس میں "پورن سوراج" کو کانگریس کی منزل قرار دیا گیا۔
- 2۔ نمک ستیہ گرہ نے ہندوستانوں میں زبردست قومی شعور بیدار کیا۔
- 3۔ نمک ستیہ گرہ یعنی سیول نافرمانی تحریک 1931ء کے گاندھی اور ون پیکٹ کے نتیجے میں روک دی گئی۔
- 4۔ تینوں گول میز کانفرنسوں میں ہندوستان کے مستقبل کے دستور سے متعلق مسائل پر مباحثہ کیے گئے۔

## 27.11 اپنی معلومات کی جانچ : نمونہ جوابات

- 1- 26 جنوری 1930ء کو پورے ہندوستان میں ہندوستانی ترنگا لہرایا گیا اور اس دن کو آزادی کے دن کے روپ میں منایا گیا۔ اسی لیے اس دن کو اہم مانتے ہیں۔
- 2- گاندھی نے 16 اپریل 1930ء کو ڈانڈی کے مقام پر نمک کا قانون توڑا۔
- 3- گول میز کانفرنسوں کے زمانے میں رامسے میکڈونالڈ Ramsay MacDonald انگلینڈ کے وزیر اعظم تھے۔
- 4- سہاش چندروس اور دوسروں نے گاندھی اور دن پیکٹ کی مذمت اس لیے کی کہ اس میں ہندوستان کی آزادی کا کوئی حوالہ نہیں دیا گیا تھا۔

## 27.12 نمونہ امتحانی سوالات

- I- ذیل کے ہر سوال کا جواب تیس (30) سطروں میں دیجیے۔
  - 1- سیول نافرمانی تحریک جن حالات کے سبب شروع کی گئی انہیں بیان کیجیے۔
  - 2- ان عوامل کی جانچ کیجیے جن کے سبب گول میز کانفرنس ناکام ہوئیں۔
  - 3- گاندھی اور دن پیکٹ کا تنقیدی جائزہ لیجیے اور اس کی اہمیت بتائیے۔
  - 4- 1920ء تا 1928ء کے دوران ہندو مسلم تعلقات کا خاکہ کھینچنے اور فرقہ وارانہ فسادات کی وجوہات بیان کیجیے۔
- II- ذیل کے ہر سوال کا جواب پندرہ (15) سطروں میں دیجیے۔
  - 1- ڈانڈی مارچ کی اہمیت بتائیے۔
  - 2- ابتدائی تیسرے دہائی ہونے والے فرقہ وارانہ مسئلے کی نوعیت پر بحث کیجیے، علاحدہ الگٹورٹ کا مسئلہ کیا تھا۔
  - 3- سیول نافرمانی تحریک کا جدوجہد آزادی پر اثر بتائیے۔
  - 4- دوسری گول میز کانفرنس پر ایک نوٹ لکھیے۔

## 27.13 سفارش کردہ کتابیں

Bipan Chandra

*Modern India*

Bipan Chandra

*Struggle for freedom in India*

Jawaharlal Nehru

*Discovery of India*

Judith Brown

*Civil Disobedience*

Louis Fisher

*Mahatma Gandhi*

Majumdar R.C (ed)

*History and culture of the Indian People, Bharatiya Vidya Bhavan Series. Vol.X*

Majumdar R.C

*History of the Freedom in India. Vol.III*

Sumit Sarkar

*Modern India*

Sen S.N

*History of Freedom Movement in India*

مترجم : ہادیہ خاتون

مصنف : اے۔وی۔کوٹی ریڈی